بنیادی

رموز برائے مطالعہ ءبائبل

از

پاسٹرڈرُوفریمین

گریس بائبل چرچ پاکستان
کی اشاعت

بنیادی

رموز برائے مطالعہء بائبل

جملہ حقوق 2013 از

گریس بائبل چرچ پاکستان

جی بی سی پی کی طرف سے عام اجازت ہے کہ اِس مواد کی نقل یا تقسیم کرے نیز مسیح اور خدا کے کلام کی بابت دوسروں کو سکھانے کے مقصد سے استعمال کر سکے تاہم، اس کے مواد میں کسی طرح کی ترمیم، کاٹ چھانٹ یا تبدیلی (قطع نظر کہ تبدیلی کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو) نہ کی جائے۔ کسی بھی فرد یا ادارے سے اِس مواد کی قیمت وصول نہ کی جائے، اِس فہم کے مطابق کہ جی بی سی پی کی پالیسی فضل کی پالیسی ہے اور اپنے مواد کے استعمال کی کوئی قیمت طلب نہیں کرتی۔

بنیادی: رموز برائے مطالعہء بائبل کا کوئی بھی حصہ کسی بھی طرح سے نقل، نشر و اشاعت، تقسیم یا شائع کرتے وقت اِس کے آخر میں حوالتاً ''بنیادی: رموز برائے مطالعہ بائبل'' ضرور لکھا جائے جس کا نمونہ درج ذیل ہے:

ازسرِنو اشاعت بہ اجازت۔

بنیادی: رموزِ مطالعہء بائبل، گریس بائبل چرچ پاکستان کی طرف سے شائع کردہ ہے۔

اُردو ترجمہ میں تمام حوالہ جات اُردو بائبل پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سے استعمال کئے گئے ہیں۔

The Locman Foundation

A Corporation Not for Profit (مالی منافع تنظیم کا ہدف نہیں ہے)

La Habra, CA

تسلیمات

قادرِ مطلق یسوع مسیح کے نام میں سلام، جو ہے، جو تھا اور جو آنے والا ہے!

پاکستان میں موجود پاسبانوں، اساتذہ کرام، مبشر، ایلڈر، ڈیکن اور کلیسیا کے تمام اراکین سمیت خدا کے اُن سب مقدسین کے نام جن کا تعلق مسیح یسوع سے ہے۔

مجھے یہ استحقاق بخشا گیا کہ پاکستان میں اپنے ساتھی ایمانداروں کی زبان میں اِس کتاب کی پروف ریڈنگ اور اشاعت کے کام کی نگرانی کر سکوں تاکہ وہ بھی بائبل مقدس کی سچائیوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کے ساتھ بانٹ سکیں۔ میں ''بنیادی: رموز برائے مطالعہء بائبل'' کے ترجمہ کے لئے نہایت نفیس اور معتبر مترجم پاسٹر عادل امین کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔

خدا کے فضل سے ''بنیادی: رموز برائے مطالعہ ء بائبل'' آپ کے لئے تحفہ ہے اور اِسے ہرگز فروخت نہ کیا جائے۔ توقعات سے بھرپور یہ مطالعہ پاسبانوں، اساتذہ کرام، قائدین، اور بائبل مقدس کے طالب علموں کو آراستہ کرے گا کہ کلامِ مقدس کے بنیادی اصولات برائے تفسیر کو سمجھ سکیں اور خدا کے کلام کی درست تقسیم کا اظہار کر سکیں۔ ''اپنے آپ کو خدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جسے شرمندہ ہونا نہ پڑے۔'' (۲-تیمتھیس ۲:۱۵)

اِس دنیا کے فلسفہ دان، ناقدین، غناسطی، سائنس دان، ماہرینِ طبیعات، بے ایمان، قائدین، اساتذہ اور مذہبی دھڑے ہم سے اکثر سوال کرتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ: کیا بائبل مقدس واقعی خدا کا کلام ہے؟ کیا بائبل بدل چکی ہے؟ کیا بائبل مقدس قابلِ اعتبار کتاب ہے؟ کیا بائبل کی داستانیں سچی ہیں؟ کیا بائبل مقدس خدا کی طرف سے ہے؟ اِن سوالات کے جوابات زیرِ نظر کتاب کے اوراق پر اور بائبل مقدس کو بطور بنیاد استعمال کرتے ہوئے مل سکتے ہیں۔

یسوع مسیح کے کروڑوں پیروکاروں کی طرح میرا بھی یہ ایمان ہے کہ بائبل مقدس خدا کا مکاشفہ

ہے۔ یہ مسیح کا فہم ہے۔ اِس کی تعلیمات پاک ہیں۔ اِس کی تواریخ حقیقی ہیں۔ اِس کے فیصلے ناقابلِ جرح ہیں۔ یہ خدا کے ساتھ راست تعلق کی ہادی ہے۔ یہ ہمیں پاک روح پر انحصار کرنا سکھاتی ہے۔ یہ ہمیں دعا کرنا سکھاتی اور بوقتِ ضرورت حکمت عطا کرتی ہے۔ یہ دکھوں سے نبرد آزما ہونا سکھاتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ اُس کے وعدے سچے ہیں۔ یہ سکھاتی ہے کہ خدا تخلیق کردہ دنیا کیسے انجام کو پہنچے گی۔ یہ سکھاتی ہے کہ ہمیشہ کی زندگی خدا کی بخشش ہے۔ یہ ایماندار کو مسیح میں دستیاب چیزیں سکھاتی ہے۔ یہ افسردہ جان کی تسلی ہے۔ یہ رُو بہ زوال انسان اور گناہ کی صورت حال میں ایک خوشخبری ہے۔ یہ مسافر کے لئے نقشہ ہے۔ یہ نجات کی راہ بتاتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ سب قوموں کے لئے صرف مسیح ہی ابدی زندگی کی واحد امید اور راہ ہے اور پھر وضاحت کرتی ہے کہ اس کے بعد انسان کے لئے خدا کی مرضی اور رادہ کیا ہے۔

مسیحی (کلیسیائی دور کے ایماندار جن میں پاک روح سکونت کرتا ہے) ہونے کی حیثیت سے ہم تاریخ کے ایک بے مثال دور میں سے گزر رہے ہیں جہاں ہمیں متواتر روحانی جنگ کا سامنا ہے اور ہم ایک خلیج میں کھڑے ہیں جبکہ ہمارا دشمن نہایت بے رحم ہے۔ لیکن دعائیہ میناروں کے وسیلہ سے، سرگرمی سے خدا کے کلام کے مطالعہ سے اور زمین پر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوئے، ہم کسی بھی وقت ایک دل اور ایک جان تک نجات اور امید پہنچا کر تاریخ کو بدل سکتے ہیں۔

میں اپنے خداوند یسوع مسیح کا شکرگزار ہوں جس نے مجھے اپنے پیام رساں کے طور پر چُنا اور حوصلہ دیا کہ میں اُس کے ساتھ وفادار رہ سکوں۔ میں خداوند یسوع مسیح کا شکرگزار ہوں کہ اُس نے مجھے کارآمد جانا کہ اُس کی خدمت کروں اور اُس کی انجیل کی منادی کروں اور اُس کی کلیسیا کو تعلیم دوں اور اُسی میں ہو کر دعا کروں۔

ایک مسیحی مسافر

پاسٹر فیصل جان

تعارف

بنیادی: رموز برائے مطالعہء بائبل گریس بائبل چرچ پاکستان کی راہنمائی میں تیار کی گئی ہے۔ اپنے مشن کے آغاز ہی سے جی بی سی پی دیہاتی اور دنیا کے دُور دراز علاقوں میں یسوع مسیح کی انجیل لے کر پہنچتی رہی ہے۔ اکثر اوقات مشنری سرگرمیوں کیلیئے دریچے بہت مختصر وقت کے لئے کھلتے ہیں۔ ہماری تنظیم کا یہ مقصد رہا ہے کہ اِن علاقوں میں مقامی نعمت یافتہ لوگوں کو شناخت کریں اور پھر بیرونی مداخلت کا تسلسل ختم ہونے پر انہیں ٹھوس بائبلی تعلیم سے آراستہ کریں، تاکہ ہمارے منجی خداوند کی طرف سے ہمیں ملنے والے ارشادِ اعظم کی تکمیل کے لئے ''شاگرد بنائے'' جاسکیں۔

جی بی سی پی دنیا کے اُن حصوں میں بائبل کا تربیتی مواد فراہم کرنے کی امید رکھتا ہے جہاں تربیت کا بے حد اشتیاق تو پایا جاتا ہے مگر وہاں اس کی سہولت دستیاب نہیں ہوتی۔ اس کے ذریعہ یہ منسٹری یعنی جی بی سی پی عملی اور موثر انداز سے بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے مقامی پاسبانوں اور استادوں کو بائبل مقدس کی ٹھوس تربیت اور درسی مواد فراہم کرنے کے قابل ہے۔

اِس مواد کی تیاری کے لئے کئی لوگ اپنی کاوشوں اور مفاوضت کی وجہ سے شکریہ کے حقدار ہیں۔ سب سے پہلے اور قابلِ ذکر ہستی اپنے خداوند یسوع مسیح کے شکرگزار ہیں جس نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی بڑی نجات اور زندگی کی ہر ایک نعمت اور بھلائی بخشی ہے (2 پطرس 3:1)۔ دوم، فطری حدوں میں رہ کر کاوشیں کرنے والوں میں ایسے متعدد لوگ ہیں جنہوں نے بلا غرض اپنا وقت، ہنر، اور نعمتیں اِس رویا کو حقیقی تعبیر بنانے کے لئے دی ہیں۔ وہ اَن دیکھے سورما ہیں۔

پیش لفظ

گریس بائبل چرچ پاکستان کا یہ تربیتی پروگرام ''بنیادی: رموز برائے مطالعہء بائبل'' کہلاتا ہے جسے خدا کے کلام کے نئے طلباء وطالبات کی تیاری کے لئے تشکیل دیا گیا ہے تا کہ وہ ''ہمارے منجی خداوند کے فضل اور عرفان میں بڑھتے جائیں'' (2 پطرس 18:3)۔ تاہم ''بنیادی: رموز برائے مطالعہء بائبل'' کا تمام تر زور محض خدا کے کلام کو سمجھنے اور اِس کی گہرائی میں اترنے پر ہی نہیں ہے بلکہ اِس کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم شخصی روحانی زندگی میں ترقی کرے۔ اِس کتابچہ میں ایسی بنیادی معلومات دی گئی ہیں جن سے خدا کے کلام کے کسی بھی طالب علم کو واقف ہونے کی ضرورت ہے۔ حصہ اوّل ''آغاز کرنا'' میں روحانی تیاری پر غور وخوض کیا گیا ہے اور پھر خدا کے کلام کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حصہ دوم ''تفسیر کے بنیادی اصولات'' پیش کرتا ہے۔

ہماری پُر خلوص دعا ہے کہ یہ کتابچہ آپ کو خدا کے کلام میں ظاہر کردہ ایمان کے روحانی سفر کے وسیلہ خداوند یسوع مسیح کی کامل قربت بخشے۔

خدا کے کلام کی شادمانی میں خوش آمدید!

حصہ اوّل

آغاز کرنا

شخصی تیاری

الف۔ بائبل مقدس کے مطالعہ کی شخصی تیاری کیلئے چھ اُصولات:

ا۔ یسوع مسیح پر ایمان لانا:

کلامِ مقدس کے مطالعہ کی شخصی تیاری پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دیا جاسکتا۔ سب سے پہلے ایک طالب علم کو چاہیئے کہ یسُوع مسیح پر اپنے نجات دہندہ کے طور پر ایمان لائے اس لیے کہ ''جسمانی آدمی'' (جو شخص مسیح کے بغیر ہے) خدا کی باتوں کو قبول یا سمجھ نہیں سکتا (1 کرنتھیوں 14:2)۔ لہٰذا نجات صرف مسیح میں بذریعہ ایمان ہی حاصل کی جا سکتی ہے ۔ نیک کام نجات نہیں دیں گے (افیسوں 2:8-9، ططس 5:3)۔ انجیل کا کلیدی پہلو 1 - کرنتھیوں 15:3-5 میں پایا جاتا ہے جو کسی کی جان کو ابدی نجات دے سکتا ہے۔ نجات پانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ایمان رکھیں کہ یسوع ہی ''مسایاہ'' یعنی مسیحِ موعود ہے: وہ ہمارے گناہوں کے لے مر گیا، دفن ہوا، اور تیسرے دن مُردوں میں سے پھر جی اٹھا۔ اسی کو آگ کی جھیل سے انفرادی طور پر نجات پانے کے لئے خداوند کے مکمل کردہ کام پر ایمان لانا کہا جاتا ہے۔ ایسا کوئی ''کام / عمل'' نہیں ہے جو آپ نجات پانے کے لئے کر سکیں، ماسوائے ''ایمان کے کام'' کے یعنی ایمان لانے سے (یوحنا 29:6)۔

۲۔ قبول کرنا کہ بائبل مقدس خدا کا الہام ہے:

خدا کا کلام خود اپنے متعلق الہامی ہونے کا اعلان کرتا ہے (2 تیمتھیس 16:3-17)۔ کلام مقدس کی کسی بات کے مطالعہ کا آغاز اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا باعث ہونا چاہیئے۔ ایمان کی کوئی ''چھلانگ'' ضروری نہیں؛ صرف اس حقیقت کو قبول کرنے کی ضرورت ہے کہ بائبل مقدس سچی اور

درست کتاب ہے۔

۳۔دعا:

کلامِ مقدس کو سمجھنے کیلئے دُعا ضروری ہے۔خدا کا کلام ہدایت دیتا ہے کہ اگر کسی شخص میں حکمت کی کمی ہو تو خدا سے مانگے جو فیاضی سے بخشتا ہے (یعقوب 5:1)۔ درست علم اور امتیاز حاصل کرنے کیلئے کی جانے والی سنجیدہ دُعا کا جواب دیا جائیگا اس لئے کہ یہ باتیں واضح طور پر خدائی مرضی کا حصّہ ہیں (یوحنا5 :14 موازنہ کریں۔متی 7:7-8)۔

۴۔محنت سے پڑھنا اور صبر کرنا:

خدا کے کلام کے بہت سے حوالہ جات با آسانی سمجھ میں نہیں آتے اس لیے مطالعہ کرتے وقت محنت اور صبر دونوں ضروری ہیں (2۔تیمتھیس 15:2)۔ جب ہم بطور محدود انسان خدا کے لامحدود ذہن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں اس بات سے باخبر ہونا چاہئے کہ اس پر عبور حاصل کرنے کیلئے کچھ وقت لگے گا۔

۵۔مسلسل اپنے گناہوں کا اقرار کرنا:

یہ بھی ضروری ہے کہ مسلسل اپنے گناہوں کا اقرار کیا جائے، خدا کو اجازت دی جائے کہ وہ ہماری زندگیوں کو دھوئے تاکہ اُسکے ساتھ ایک گہری رفاقت حاصل کی جا سکے (1۔یوحنا1:6-10)۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کی ضرورت کو جاننے کے باعث ہم کسی بھی ایسے خیال یا عمل کے بارے میں احساس ہوتے ہیں جو خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا۔

۶۔خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کیلئے تیار ہوں:

خداوند یسوع مسیح نے کہا، ''اگر کوئی اُسکی [خدا] مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائیگا'' (یوحنا 17:7)۔اگر مقصد زندہ خدا کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا ہے تو ہر ایک حاصل شدہ علم اس تعلق کو مضبوط اور واضح کرے گا۔محبت کے بغیر علم کا نتیجہ تکبر ہوتا ہے (1۔کرنتھیوں 1:8)۔

اگر آپ کا مقصد صرف عقلی تلاش ہے نہ کہ زندہ خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنا، تو آپ جو علم حاصل کرتے ہیں وہ نامکمل اور غلط ہے۔

ب۔ پانچ فوائد جو خدا کے کلام کے شخصی مطالعہ سے حاصل ہوتے ہیں:

ا۔ عظیم ایمان:

کلیسیا کے عظیم ترین ماہر علم الٰہیات پولس رسول نے خود یہ کہا کہ وہ ''ایمان پر چلتا ہے نہ کہ آنکھوں دیکھے پر'' (2۔کرنتھیوں 7:5)۔ ہم سب ایمان کے ذریعہ فضل ہی سے نجات کو حاصل کرتے ہیں (افسیوں 2:8-9) اور پولس کے مطابق ہم نے جس طرح قبول کیا اس طرح چلتے جائیں (کلسیوں 2:6-7)۔

۲۔ نیا علم:

جب ہم ''خداوند یسوع مسیح کے فضل اور عرفان میں بڑھتے ہیں'' (2۔پطرس 3:14-18) تو ہمیں خدا کے کلام سے ایک نیا علم حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ علم اسکے فضل کو عظیم طور پر پہچاننے میں ہماری راہنمائی کرتا ہے لیکن علم میں ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ جب ہم کلامِ مقدس کے ذریعہ خدا کے کلام کو سنتے ہیں (رومیوں 10:17) اور ہر بات کیلیئے اس پر بھروسہ کرتے ہیں تو ہم ایمان میں ترقی کرتے ہیں۔

۳۔ ہماری زندگی کی پاکیزگی:

خدا کا کلام ہماری زندگیوں کو پاک بنانے کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ اُس کا کلام سچائی ہے (یوحنا 17:17)۔ اگرچہ ہم ایماندار لوگ ہیں تو بھی ہمیں اپنی زندگیوں میں گناہ کے حوالہ سے مشکلات کا سامنا ہے (1۔یوحنا 1:6-10)، لہٰذا ہمیں خدا کے کلام کو سیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم تعین کرسکیں کہ کون سے گناہ کی موجودگی ہوسکتی ہے۔ پھر ہم بڑی دانائی سے شفا اور دھوئے جانے کیلیئے دعا کرسکتے ہیں (زبور 51)۔ برائے مہربانی غور کریں کہ مسیحی لوگوں نے اکثر خدا کے

کلام میں ''اضافی باتیں'' شامل کر دی ہیں اور ان اضافی باتوں کو راستبازی کی بنیاد بنایا ہے۔ اسے ''قانون پرستی'' کہا جاتا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ لوگوں نے اپنے قوانین کو راستبازی کا معیار بنا لیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے واضح طور پر اس رویہ کی مخالفت کی (مرقس 7:1-13)، پس ہمیں خدا کے بیان کردہ معیاروں پر انتہائی احتیاط سے غور کرنا چاہیئے۔

۴۔ خدمت میں قوت:

جب ہم اپنی زندگی میں روح القدس کی راہنمائی میں ''مسیح کی عقل کا'' (1۔کرنتھیوں 2:14-16) مطالعہ کرینگے تو ہماری خدمت میں ایک قوت ہوگی (افسیوں 2:10)۔ ہم ابلیس اور اُسکی قوتوں کیساتھ ایک جنگ لڑ رہے ہیں۔ اسلیے ہمیں ایسی قوت کی ضرورت ہے جو ہماری اپنی قوت اور قابلیت سے کہیں بڑھ کر ہو (افسیوں 6:10-18)۔ یہ قوت ہمیں خدا کی مرضی کے تابع ہونے کے باعث ملتی ہے اسلئے کہ یہ خدا ہے جو ہمارے اندر کام کرتا ہے۔ ''نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کیلئے پیدا کرتا ہے'' (فلپیوں 2:13)۔

۵۔ خدمت کیلئے تیار ہونا:

خدا کے کلام کے اس علم کے ساتھ ہم خداوند یسوع کے نام میں سچائی پر عمل کر سکتے ہیں (کلسیوں 3:16-17) مزید یہ کہ بھٹکی اور مرتی ہوئی دنیا میں اس کا اعلان کر سکتے ہیں (یوحنا 17:17-19; عبرانیوں 5:12)۔ خدا کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ''مقدس لوگ کامل بنیں اور خدمت گذاری کا کام کیا جائے اور مسیح کا بدن ترقی پائے'' (افیسوں 4:11-13)۔ دوسروں کو ''تیار'' کرنے کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم خود پہلے اپنے آپ کو تیار کریں۔

دوسرا حصّہ

بائبل مقدس

الف۔ بائبل مقدس کیا ہے؟

ا۔خدا کا تحریری کلام

بائبل مقدس صرف ایک عام کتاب نہیں ہے۔ اُسے چالیس سے زیادہ مصنفین نے تحریر کیا جو 1500 سال سے زیادہ کے عرصہ کا احاطہ کرتے ہیں۔ یسوع مسیح نے اُسے ''کتاب'' کہا (عبرانیوں 7:10)۔اس کے بغیر ایک شخص نہ تو راستبازی کے صحیح معیار کو جان سکتا ہے اور نہ اپنی زندگی میں فضل کی ضرورت سے واقفیت حاصل کرسکتا ہے۔ خدا نے اپنی باتوں کو تحریری صورت بخشنے کا انتخاب کیا تا کہ اُسکے معیار واضح ہوسکیں۔تحریری کلام ایمان سے قبول اور تاریخ کے ذریعہ ثابت کیا جاتا ہے (واقعات جو پہلے رونما ہو چکے ہیں)۔انسان دعا کے ذریعہ خدا سے بولتا ہے۔ خدا بنیادی طور پر اپنے تحریری کلام کے ذریعہ انسان سے بات کرتا ہے۔

لوگوں کی بہت بڑی اکثریت بائبل مقدس کے تراجم استعمال کرتی ہے جو کلام مقدس کی اصل زبانوں سے کئے گئے ہیں۔عہدِعتیق کا بیشتر حصّہ عبرانی زبان میں لکھا گیا۔اس کے علاوہ دانی ایل 2 باب سے 7 باب اور عزرا کی کتاب 4 باب سے 7 باب ایسے حصّے ہیں جو عبرانی زبان میں نہیں۔ یہ ابواب عبرانی زبان سے ملتی جلتی زبان میں تحریر کئے گئے جو ارامی کہلاتی تھی اور جب یہ کتب تحریر کی گئیں تو اس وقت بیشتر یہودی یہی زبان بولتے تھے۔سارا عہدِ جدید عام یونانی زبان میں تحریر کیا گیا۔

باب اور آیت کے وقفے ابتدائی الہام نازل ہونے کے بعد آدمی نے شامل کئے تا کہ مختلف حوالہ

جات کی تلاش میں آسانی پیدا کی جا سکے۔ پس اگرچہ خدا کی طرف سے اسکی تحریک نہیں دی گئی تو بھی یہ اس بات کو سمجھنے میں یقیناً ایک عظیم مقصد کی تکمیل ہوتی ہے کہ ان حصّوں کو روایتی طور پر کس طرح سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ خدا کا الہامی کلام:

بائبل مقدس کا ہر ایک حصّہ خدا کی طرف سے الہام ہے (2 تیمتھیس 3:16-17) اور اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ ''الہام'' انسانی ذہانت، روشن خیالی اور مکاشفہ سے بڑھکر ہے اسلئے کہ اسکا آغاز الٰہی طور پر ہوتا ہے۔ یہ ''خدا کی سانس'' ہے جو انسانی شخصیت کے ذریعہ اپنا اظہار کرتی ہے۔

۳۔ خدا کے زندہ کلام کا مکاشفہ:

بائبل مقدس خدا کا زندہ کلام ہمارے خداوند یسوع مسیح کا تحریری مکاشفہ ہے۔ مکاشفہ کا مطلب ہے معلومات باہم پہنچانا۔ ''بصیرت'' اس وقت حاصل ہوتی ہے جب روح القدس ہمارے اندر کام کرتے ہوئے ''مکاشفہ'' کو کلام مقدس کے طالب علم کیلئے قابلِ فہم بنا دیتا ہے۔ تحریری کلام زندہ کلام نہیں ہے؛ یہ خداوند یسوع مسیح کو الٰہی طور پر بیان کرتا ہے (عبرانیوں 4:12، موازنہ کریں یوحنا 5:39-47)۔

ان باتوں کے فرق کو جاننا ضروری ہے۔ کاغذ اور سیاہی میں قوت نہیں بلکہ کاغذ اور سیاہی کے پیچھے جو قوت ہے وہ خدا کا روح ہے جو لوگوں کی زندگیوں میں فرق پیدا کر رہا ہے۔ مصنف کے زور بخشنے کے خیال کے بغیر محض الفاظ کو زوردار سمجھنے اور ان کے بارے میں ایسا سمجھنے سے ہم اصل نکتہ کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

ب۔ بائبل مقدس کی ترتیب:

ا۔ دو بڑی تقسیمیں

بائبل مقدس کو دو عہد ناموں میں تقسیم کیا گیا ہے، پرانا اور نیا عہد نامہ۔

کل 66 کتب ہیں، 39 پرانے عہد نامہ میں جنہیں 30 مصنفین نے تحریر کیا اور 27 کتب نئے عہد نامہ میں جنہیں 10 مصنفین نے تحریر کیا۔ بائبل مقدس کے 1189 ابواب ہیں جن میں سے 929 پرانے عہد نامہ میں اور 260 نئے عہد نامہ میں پائے جاتے ہیں۔ پرانے عہد نامہ میں 23,214 آیات ہیں جبکہ نئے عہد نامہ میں 7959 آیات پائی جاتی ہیں (کلام مقدس کی کل آیات 31,173 ہیں)۔

''عہد نامہ'' ایک عہد یا معاہدہ ہے جس میں ایک شخص کسی قیمتی چیز کی پیش کش کرتا ہے، پھر دوسرے شخص کی طرف سے قبولیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی شخص کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے تو ایک قیمت لگائی جاتی ہے جسے قبول یا رد کر دیا جاتا ہے۔ ایک بار قیمت کو قبول کر لینے کے بعد عہد یا معاہدہ کیا جاتا ہے۔

عہد میں وعدے بھی شامل ہوتے ہیں جو دو فریقین کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو قائم رکھتے ہیں۔ عہد کی ایک اچھی مثال شادی کے عہد و پیمان میں پائی جاتی ہے۔ یہ وعدے ایک عہد ہیں جو دلہا اور دلہن کے درمیان رشتہ کی بنیاد کے طور پر کام کرتے ہیں۔

پرانے عہد نامہ میں وہ اصل عہود پائے جاتے ہیں جو خدا نے مسیح کے آنے کے متعلق انسان کے ساتھ کئے۔ بعد ازاں ہم اپنے مطالعہ میں ان عہود کا جائزہ لیں گے۔

۲۔ پرانے عہد نامہ کو مندرجہ ذیل پانچ حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

الف۔ شریعت، (عبرانی میں Torah اور یونانی میں Pentateuch جس سے مراد ہے ''پانچ کتب'')۔ پانچ کتب پر مشتمل ہے: پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنا۔

ب۔ تواریخی کتب (بارہ): یشوع، قضاۃ، روت، 1۔سموئیل، 2۔سموئیل، 1۔سلاطین، 2۔سلاطین، 1۔تواریخ، 2۔تواریخ، عزرا، نحمیاہ اور آستر۔

ج۔ منظوم کتب (پانچ): ایوب، زبور، امثال، واعظ اور غزل الغزلات

د۔ انبیاء اکبر (پانچ): یسعیاہ، یرمیاہ، نوحہ، حزقی ایل اور دانی ایل۔

ہ۔ انبیاء اصغر (بارہ): ہوسیع، یوایل، عاموس، عبدیاہ، یوناہ، میکاہ، ناحوم، حبقوق، صفنیاہ، حجی، زکریاہ اور ملاکی۔

۳۔ نئے عہد نامہ کی تین تقاسیم:

نئے عہد نامہ میں مسیح کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے اور اس میں بعد ازاں کئے جانے والے نئے عہد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بیشک نئے عہد نامہ کی کتب میں بہت سے مختلف موضوعات پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر تواریخی کتب میں کچھ نبوتیں پائی جاتی ہیں (متی 24، مرقس 13، لوقا 21)، بالکل اسی طرح نبوتی کتاب میں کچھ خطوط پائے جاتے ہیں (مکاشفہ 2-3)۔ کسی بھی کتاب کو عموماً اس کے مجموعی موضوع کی بنا پر کوئی لقب دیا جاتا ہے۔ نئے عہد نامہ کو تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ پانچ تواریخی کتب: متی، مرقس، لوقا، یوحنا اور اعمال

ب۔ تواریخی کتب کے بعد 21 خطوط آتے ہیں: رومیوں، 1۔کرنتھیوں، 2۔کرنتھیوں، گلتیوں، افسیوں، فلپیوں، کلسیوں، 1۔تھسلنیکیوں، 2۔تھسلنیکیوں، 1۔تیمتھیس، 2۔تیمتھیس، ططس، فلیمون، 1۔یوحنا، 2۔یوحنا، 3۔یوحنا، 1-پطرس، 2-پطرس، عبرانیوں، یعقوب اور یہوداہ۔

ج۔ نبوت کی ایک کتاب ہے: مکاشفہ

تاریخی جائزہ

خدا کے کلام کی خوبصورتی اس میں پائے جانے والے تسلسل کے باعث ہے، اگرچہ اسے بہت سے مختلف مصنفین نے اسقدر طویل عرصہ میں تحریر کیا۔ تاریخ ماضی میں رُونما ہونے والے واقعات کو اُجاگر کرتی ہے۔

ذیل میں دیئے گئے واقعات کی ترتیب کے خاکہ سے ایک شاندار تسلسل کا انکشاف ہوتا ہے اور پھر انسانی تاریخ کے ان بڑے واقعات پر غور کرنے سے ہم ایسی شاندار کہانی کے تعارف اور نتیجہ کو واضع طور پر جان سکتے ہیں۔ ہم اس سوال کے متعلق بھی کچھ گہری معلومات حاصل کر سکتے ہیں جو فلسفہ دان صدیوں سے پوچھتے چلے آ رہے ہیں: ''ہم کیوں یہاں پر ہیں؟''۔

مندرجہ ذیل جائزہ کو صرف ایک جائزہ کے طور پر تیار کیا گیا ہے ہم اپنی زندگیوں کا بقیہ حصّہ ان کی وضاحتوں کو جاننے میں صرف کرینگے۔ اب کیلئے، آیئے ان بڑے تاریخی واقعات سے سیکھیں جو خدا نے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ بعدازاں اس سبق میں ہم خدا کے منصوبہ کے خوبصورتی سے آگے بڑھنے کے زبردست جائزہ پر غور کریں گے۔

الف۔ واقعات کا بیان:

1۔ تخلیق کائنات:

بائبل مقدس کے آغاز میں پیدائش کی کتاب زمین اور آسمان کی اصل تخلیق کو بیان کرتی ہے (پیدائش 1:1؛ 2۔پطرس 6:3)۔ مکاشفہ کی کتاب کے اختتام پر اصل تخلیق شدہ کائنات کو تباہ کردیا جاتا ہے، جس سے ''نئے آسمان اور نئی زمین'' کو بنانے کی راہ تیار ہوتی ہے (مکاشفہ 21-22)۔

2۔ شیطان کی بغاوت:

انسان کی تخلیق سے کچھ عرصہ پہلے، شیطان نے خدا کے خلاف بغاوت کی (یسعیاہ 14:12-14، حزقی ایل 28)۔اس پہلی بغاوت کا مقصد انتہائی پیچیدہ طور پر پوری بائبل مقدس پر پھیلا ہوا ہے اور اس لڑائی کے متعلق تمام بیانات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتے۔ جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی تخلیق سے پہلے خدا اور شیطان کے درمیان جنگ لڑی جا رہی تھی (مکاشفہ 12 باب)اور شیطان کی آخری بغاوت یسوع مسیح کے زمین پر ایک ہزار سال بادشاہت کرنے کے بعد واقع ہوگی یعنی نیا آسمان اور نئی زمین کے خلق کئے جانے سے کچھ ہی دیر پہلے (مکاشفہ 7:20-10)۔

3۔ زمین اور انسان:

خدا نے زمین کو تیار کیا کہ انسان اس پر بسے (پیدائش 2:1-3:2)غور کریں کہ یہ الفاظ ''ویران'' (عبرانی TOHU) اور ''سنسان'' (عبرانی BOHU)استعمال ہوئے ہیں جن سے مراد ہے ''رہنے کے قابل نہ ہونا'' اور'' آبادی سے خالی'')۔مشکل یہ تھی کہ وہاں ایک غارتگر تھا، شیطان جس نے مسلسل خدا کو للکارنے کی کوشش کی۔ جب خدا شیطان کو مستقبل کی ایک ہزار سالہ بادشاہت (یسوع مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت، دیکھئے مکاشفہ 1:20-3)، کیلئے قید میں ڈالتا ہے تو ایک بار پھر وہ انسان کیلئے زمین کو کامل بناتا ہے(یسعیاہ 60-66)۔

4۔ پہلا اور پچھلا آدم:

پہلے انسان، آدم کو اس طور پر بنایا گیا کہ وہ تمام مخلوقات پر حکومت کرے (پیدائش 28:1 ;4:2-25)۔اسے باغِ عدن میں رکھا گیا تا کہ اُسکی باغبانی اور نگہبانی کرے۔''پچھلا آدم'' خداوند یسوع (1۔کرنتھیوں 45:15)، ایک ہزار سال کیلئے حقیقی فطری بادشاہت قائم کرے گا (مکاشفہ 4:20)۔وہ اس لحاظ سے ''پچھلا'' یا ''آخری'' ہے کہ کوئی اور دوسرا ایسا شخص نہیں جو کامل شخصیت کے طور پر پیدا ہوگا۔

5۔ انسان کی شیطان کے ساتھ جنگ:

جب آدم باغ عدن میں ''گر'' گیا تو شیطان کے زیرِ اختیار آ گیا جو''اس جہاں کا سردار ہے'' (پیدائش 3؛یوحنا 11:16;31:12)۔ بعدازاں خداہزار سالہ بادشاہت کے آغاز سے ذرا پہلے شیطان کو مسیح کے پاؤں تلے کردے گا (مکاشفہ 20:1-3)۔

6۔ تمام نسلِ انسانی کی عدالت کی گئی:

خدا نے انسان کو گناہ میں گرنے دیا لیکن بالآخر وہ تمام نسلِ انسانی کا حساب کرے گا۔ پیدائش 4-10 میں ہمیں پس منظر نظر آتا ہے جو عظیم سیلاب کا باعث بنا، جو اس لئے نازل ہوا کیونکہ خدا نسلِ انسانی کی نافرمانی سے ناخوش تھا (پیدائش 6:1-13)۔ ایک بار پھر خدا نسلِ انسانی کو تب سزا دے گا جب یسوع مسیح سات سالہ مصیبت کے دور کے بعد دوبارہ واپس آئے گا۔ اس وقت باقی انسانی نسل کی ''بھیڑوں'' (ایمانداروں) کو ''بکریوں'' (غیرایمانداروں) سے جدا کرے گا (متی 25:31-46)۔

7۔ بابل:

طوفانِ نوح کے بعد زمین دوبارہ لوگوں سے بھر گئی لیکن بہت جلد لوگوں نے غلط سمت جانا شروع کر دیا۔ وہ خدا سے دور ہو گئے۔ اُنہوں نے بابل میں بابل کا برج تعمیر کیا (پیدائش 11) جو اُنکے خود کو بچانے کی کوشش کی عکاسی کرتا تھا۔ اُنہوں نے سوچا کہ وہ اس برج کو اتنا اونچا بنائیں گے کہ آسمان پر چڑھنے کے باعث خدا کے غضب (جیسے کہ یہ طوفان تھا) سے بچ سکیں گے۔ جس بنیاد پر اُنہوں نے برج کو تعمیر کیا وہ ایک مذہب تھا جو ''انسان دوستی'' کہلاتا تھا۔ جس کے مطابق انسان خود کو مذہبی اور معاشی ذرائع سے بچا سکتا ہے۔ اس قسم کے عقائد تمام دنیاوی مذہبی نظاموں کی بنیاد ہیں۔ صرف مسیحیت میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ انسان خود کو بچا نہیں سکتا، اسلئے انسان کو ایک نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ بائبل مقدس میں کچھ ایسے لوگوں کے انسانی رویے پیش کئے گئے ہیں جو زندہ خدا کے خلاف کھڑے ہوئے۔ یہ رویے ماضی کے بابل (یسعیاہ 47) اور صُور

(حزقی ایل 26-27) میں نظر آتے ہیں اور آج بھی ہمارے ساتھ رہتے ہیں ۔یہی رویے دنیا کے مذاہب میں نظر آتے ہیں جن کے نظریات کے مطابق انسان ترقی کرتے ہوئے خدائی رتبہ حاصل کرنے کی منازل طے کر رہا ہے اور یوں وہ خود کو بچا لیتا ہے۔مصیبت کے دور میں، خدا بابل کے نظاموں کو جو قائم کئے گئے تباہ کر دے گا۔(مکاشفہ 17-18)۔

8۔ اسرائیل:

بابل سے لوگوں کو پراگندہ کرنے اور قوموں کو مختلف زبانوں میں تقسیم کرتے ہوئے، خداوند نے ابرہام کو بلایا کہ ایک نئی قوم یعنی اسرائیل کی بنیاد رکھے(پیدائش 12 باب)۔اس کے بیٹے اضحاق کی معجزانہ پیدائش اور پوتے یعقوب کی پیدائش کے ذریعہ، ابرہام سے مسیحا کے متعلق کیا جانے والا وعدہ جاری رہا(پیدائش22:1-18; 14:28)۔بالآخر اسرائیل کے لوگوں کو بت پرستی کرنے کے باعث اُنکے ملک سے نکال کر پوری دنیا پر پراگندہ کر دیا گیا لیکن خداوند کے وعدے قائم رہے۔اسرائیل کو مافوق الفطرت طور پر بڑی مصیبت کے بعد دوبارہ جمع کیا جائے گا اور ہزار سالہ بادشاہت کی برکت میں شامل کیا جائے گا(متی 24:29-31)۔

9۔ یسوع مسیح کی آمدیں:

یسوع مسیح کی پہلی آمد تاریخ میں خدا کے منصوبہ کے مطابق عین وقت پر ہوئی (ا۔تیمتھیس 2:6)۔ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل مجموعی طور پر یسوع کی پیدائش، خدمت، موت، دفن ہونے اور مردوں میں سے جی اُٹھنے کی خوبصورت تاریخ کو بیان کرتی ہیں۔ یسوع کو واضع طور پر ''دکھ اُٹھانے والے خادم'' کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جسے بڑی خوبصورتی کے ساتھ یسعیاہ 53 باب میں بیان کیا گیا ہے۔یسوع مسیح کی آمدِ ثانی بڑی مصیبت کے بعد واقع ہوگی، جب فی الحقیقت مسیح ایک بار پھر زمین پر قدم رکھے گا اور اپنے دشمنوں کو مغلوب کرے گا (زکریاہ 14:1-8؛ مکاشفہ 19:11-19) تاکہ ہزار برس تک بادشاہی کرے۔اس بار وہ ''فاتح بادشاہ'' کے طور پر آئے گا۔

10۔ مخالف خدمات :

اناجیل یسوع مسیح کی عوامی خدمت کو بھی بڑی خوبصورتی سے پیش کرتی ہیں (متی، مرقس، لوقا، یوحنا)۔ مسیح نے اپنی خدمت کے دوران دوسرے لوگوں کی خدمت کی (متی 28:20)۔ یہ مخالفِ مسیح کی خدمت سے بالکل مختلف ہے (وہ ''بے دین'' شخص کے طور پر بھی جانا جاتا ہے) جو خود اپنی خدمت کرے گا۔ وہ ساری توجہ اپنی پرستش کرانے کی طرف مبذول کرے گا۔ (2۔تھسلنیکیوں 2:1-12؛ مکاشفہ 6-16)۔

11۔ کلیسیا:

یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے، آسمان پر اُٹھائے جانے اور خدا باپ کی دہنی طرف بیٹھنے کے بعد، کلیسیا کو بلایا گیا کہ یسوع مسیح کی قربانی کے باعث گناہوں کی معافی کی خوشخبری کی منادی کرے (رسولوں کے اعمال)۔ کلیسیا کے پاس یہ ذمہ داری ہے کہ ''ساری قوموں کو شاگرد بنائے'' (متی 28:18-20)، جب تک کہ اُسے اپنے خداوند، اپنے دولہا کے ساتھ شادی کیلئے نہیں بلا لیا جاتا (1۔تھسلنیکیوں 4:13-18؛ 1۔کرنتھیوں 15:50-58؛ مکاشفہ 19:7-10)۔

ب۔ خلاصہ:

جب ہم ابھی بیان کردہ واقعات کے تسلسل کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اُن میں ایک انتہائی خوبصورت ہم آہنگی کو دیکھتے ہیں۔ یہ پہلے انسانی تاریخ کے پوشیدہ ہونے اور پھر اُسکے افشاں ہونے کو بیان کرتا ہے۔ اسے مندرجہ ذیل چارٹ کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ نمبروں کو آپس میں ملائیں اور آپ خدا کے منصوبہ کا جائزہ لیں گے۔

۱۔اصل آسمان اور زمین کی تخلیق۔ پیدائش 1:1;2۔پطرس 6:3

۲۔شیطان کی پہلی بغاوت۔ یسعیاہ 14-12:14؛ حزقی ایل 28 باب

۳۔زمین انسان کیلئے تیار کی گئی۔ پیدائش 1:2-3:2

۴۔پہلے آدم کی حاکمیت۔ پیدائش 2:4-25

۵۔انسان شیطان کے تابع ہو گیا۔ پیدائش 3 باب

۶۔ساری نسلِ انسانی کی عدالت کی گئی۔ پیدائش 4-10 ابواب

۷۔بابل کی برج کی تعمیر۔ پیدائش 11 باب

۸۔اسرائیل کو بحیثیت قوم بلایا گیا۔ پیدائش 12 باب

۹۔یسوع مسیح کی پہلی آمد۔ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا

۱۰۔یسوع مسیح کی خدمت۔ متی مرقس، لوقا اور یوحنا

۱۱۔کلیسیا کا بلایا جانا۔ اعمال کی کتاب

۱۱۔کلیسیا کا اٹھایا جانا۔ 1۔تھسلنیکیوں 4:13-18؛ 1۔کرنتھیوں 15:50-58

۱۰۔مخالفِ مسیح کی کاروائی۔ 2۔تھسلنیکیوں 2:1-12، مکاشفہ 6-16

۹۔یسوع مسیح کی دوسری آمد۔ مکاشفہ 19:11-19

۸۔اسرائیل کو بحیثیت قوم دوبارہ جمع کیا گیا۔ متی 24:29-31

۷۔بابلی انتظامات کی تباہی۔ مکاشفہ 17-18

۶۔تمام نسلِ انسانی کی عدالت۔ متی 25:31-46

۵۔شیطان مسیح کے قدموں تلے۔ مکاشفہ 20:1-3

۴۔پچھلے آدم کی حاکمیت۔ مکاشفہ 20:4

۳۔زمین انسان کیلئے کامل بنائی گئی۔ یسعیاہ 60-66

۲۔شیطان کی آخری بغاوت۔ مکاشفہ 20:7-10

۱۔نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق۔ مکاشفہ 21-22

ترتیب وار تواریخی جائزہ

بائبل کے طالب علموں کو بہت سے مرکزی تاریخی واقعات کے سلسلہ، تاریخوں اور آپسی تعلق کا علم ہونا چاہیئے۔ لہذا یہ حصّہ تین تواریخی ترتیبیں فراہم کرتا ہے۔ پہلی ترتیب میں دس بڑے واقعات کا ذکر ہے جو بمعہ تاریخوں کے بائبل میں پائے جاتے ہیں اور ہر ایک واقعہ کی اہمیت کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ دوسری تاریخ وار ترتیب پرانے عہد نامہ کے مرکزی واقعات کا ذکر کرتی ہے اور بائبل کی ان کتب کی شناخت کرتی ہے جن میں ان واقعات کا ذکر پایا جاتا ہے۔ تیسری ترتیب میں نئے عہد نامہ کی کتب کا سلسلہ وار ذکر پایا جاتا ہے۔

جن تواریخ کے آخر میں ق۔م ہو وہ ''قبل از مسیح'' کے سالوں کا ذکر کرتی ہیں جن تواریخ کے ساتھ ''عیسوی'' ہو وہ مسیح کے بعد کے سالوں کا ذکر کرتی ہیں۔ انگریزی میں مسیح کے بعد کے سالوں کو ظاہر کرنے کیلئے .A.D لکھا جاتا ہے (A.D لاطینی زبان میں Anno Domini ہے جس کا مطلب ''ہمارے خداوند کے ایام میں'')۔

دی گئی تواریخ کی بنیاد خدا کے کلام کی لفظی تفسیر پر ہے۔ بہت سے ایسے لوگ جنہوں نے خدا کے کلام کا مطالعہ کیا ہے وہ بے شمار وجوہات کی بنا پر جن کو اس موقع پر بیان نہیں کیا جا سکتا مختلف تواریخ بتاتے ہیں۔ برائے مہربانی اس بات سے اپنے خیالات کو منتشر نہ ہونے دیں۔ اس حصّہ میں سب سے اہم بات واقعات کے تسلسل کے متعلق سیکھنا ہے۔

(الف)۔ دس بڑے واقعات اور اُنکی تواریخ :

1۔ آدم کی گرواٹ (3958 ق۔م):

نسب ناموں (پیدائش کے سلسلے) کی لفظی وضاحت جو خدا کے کلام میں دی گئی ہے اس کے مطابق ہم آدم کی گرواٹ کا تعین 3958 ق۔م کرتے ہیں۔ بائبل کی تاریخی ترتیب اس طور پر بیان کی

گئی ہے کہ آدم ہمارے کام کا نقطہ آغاز ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ ہم پیچھے جا کر سلیمان کے چوتھے برس (1۔سلاطین 1:6) سے اپنے کام کا آغاز کرینگے۔ بائبل مقدس بڑے واقعات کے درمیانی سالوں کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے۔ جب ہم بائبل کے واقعات کو دنیاوی تاریخ کی معلوم تواریخ سے ملاتے ہیں تو پھر ہم دنیاوی اور بائبلی تاریخ کو یکجا کر سکتے ہیں۔

2۔طوفانِ نوح (2302 ق۔م) :

جب ہم پیدائش 5 باب کے نسب ناموں پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آدم کی گراوٹ سے طوفانِ نوح تک 1656 سال کا دور بنتا ہے۔ اِس سے ہمارے سامنے 2302 ق۔م کی تاریخ آتی ہے۔

3۔ابرہام سے کیا جانے والا وعدہ (1875 ق۔م) :

پیدائش (26-10:11) میں دیئے گئے نسب نامہ سے اس بات کا تعین ہوتا ہے کہ ابرہام طوفان سے 352 سال یا آدم سے 2008 سال بعد پیدا ہوا۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ 1950 ق۔م میں پیدا ہوا۔ ہم پیدائش 4:12 سے سیکھتے ہیں کہ جب خدا نے اُس سے وعدہ کیا جو عہدِ ابرہام بن گیا تو اُس وقت اُس کی عمر 75 برس تھی۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ اُس سے یہ وعدہ 1875 ق۔م میں کیا گیا۔

4۔اسرائیل کا خروج (1445 ق۔م) :

پیدائش 12-50 ابواب میں ہمیں ابرہام کی براہِ راست اولاد کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہے۔ یعقوب (ابرہام کا پوتا) کے بچے مصر منتقل ہوئے جہاں بالآخر وہ مصریوں کی غلامی میں چلے گئے (خروج 1 باب)۔ خدا نے موسیٰ کے ذریعہ اُنہیں مصر کی غلامی سے رہائی بخشی۔ پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ابرہام سے کئے جانے والے وعدہ سے شریعت دیئے جانے تک 430 سال کا عرصہ گذرا (گلتیوں 17:3)۔ اِس حوالہ کے مطابق 1445 ق۔م یا آدم سے 2438 ق۔م

کے بعد خروج کا واقعہ رونما ہوا۔

5۔سلیمان کا چوتھا سال (965 ق۔م) :

سلیمان اسرائیل کا تیسرا بادشاہ تھا جو اپنے باپ داؤد اور ساؤل کے بعد آیا۔ 1۔سلاطین 1:6 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ خروج سے سلیمان کے چوتھے سال تک 480 سال بنتے ہیں جب ہیکل کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ یہ ہمارے حساب کے مطابق 965 ق۔م یا آدم سے 2918 ق۔م بعد کا واقعہ ہے۔

ہم دوسرے تاریخی ریکارڈ سے سلیمان کے چوتھے سال کی تاریخ کا تعین کر سکتے ہیں اِس سے ہم متعین تاریخ کو قائم کرتے ہیں جس کے ذریعہ ہم پیچھے کی طرف جاتے اور خروج، ابرہام سے کئے جانے والے وعدے، طوفانِ نوح اور آدم کیلئے بیان کردہ گذشتہ تواریخ کا حساب لگاتے ہیں۔

گذشتہ ایک صدی کے دوران آثارِ قدیمہ کی دریافتوں نے انسان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ دنیاوی تاریخ کی قبل از مسیح کی تواریخ کے ساتھ کچھ اتفاقِ رائے کرے۔ یہ ان اختلافات کی وجہ کا ایک حصّہ ہے جو بہت سے مختلف نظامِ تاریخ میں پایا جاتا ہے۔

6۔شمالی بادشاہت کا زوال (721 ق۔م):

سلیمان کی وفات کے بعد ملک اسرائیل دو مختلف بادشاہتوں میں تقسیم ہو گیا جو ''شمالی بادشاہت'' یا اسرائیل'' اور ''جنوبی بادشاہت'' یا یہوداہ کے طور پر جانی جاتی تھیں۔شمالی بادشاہت کو 721 ق۔م میں اُسور کی سلطنت نے تباہ کر دیا اور اس کے بعد وہ بطور بادشاہت کبھی قائم نہ ہو سکی۔

7۔جنوبی بادشاہت کا زوال (586 ق۔م) :

جنوبی بادشاہت کو 586 ق۔م میں سلطنتِ بابل نے زیر کیا اور وہ اُنہیں اسیر کر کے بابل لے گئے جہاں وہ 70 برس اسیری میں رہے اُس کے بعد 516 ق۔م میں اُنہیں اُنکے وطن واپس آنے کی اجازت دی گئی۔

8۔یسوع مسیح کی پیدائش(1 ق۔م):

ق۔م اور عیسوی کا نظام تاریخ ہمارے خداوند کے آنے کے چھ سو سال بعد قائم ہوا۔اسے اسلئے ترتیب دیا گیا تا کہ اُسکی پیدائش سے تمام تواریخی اعداد کا حوالہ دیا جائے۔جب کلیسیا نے اس نظام کو قائم کرلیا تو اسکی بنیاد بہت غلط علم پر رکھی گئی تھی کہ ہیرودیس بادشاہ کا دورِ زندگی کیا تھا(جسکے متعلق بائبل میں بتایا گیا ہے کہ وہ یسوع کی پیدائش کے وقت حکومت کرتا تھا(لوقا 5:1)۔بہت عرصہ بعد یہ دریافت کیا گیا کہ ایک یا دو سال کی غلطی کی گئی تھی لیکن یہ نظام پہلے ہی کامیابی سے تشکیل پا چکا تھا لہذا پہلے جن تاریخوں کا تعین کیا جا چکا تھا ان کو نئی تواریخ سے بدلنے کی بجائے، یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف یہ کہا جائے کہ یسوع 1 یا 2 ق۔م میں پیدا ہوا۔

جولین کیلنڈر جسکا آغاز یکم جنوری سے ہوتا ہے اور یہودی کیلنڈر جسکا آغاز ستمبر سے ہوتا ہے ان کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ تاریخوں کو اسطرح لکھا ہوا دیکھتے ہیں ''1۔2 ق۔م یا 966-965 ق۔م''۔

9۔یسوع مسیح کی موت،تدفین اور مردوں میں سے جی اُٹھنا(32-33 عیسوی):

بائبل کے علماء کی اکثریت نے یسوع مسیح کی موت،تدفین اور مردوں میں سے جی اُٹھنے کی تاریخ 32-33 عیسوی پر اتفاقِ رائے کیا ہے۔

10۔بائبل مقدس کی آخری کتاب(96 عیسوی):

اِس تاریخ کا تعلق یوحنا رسول کے اسیر ہو کر پتمس کے جزیرے میں جانے سے ہے (مکاشفہ 9:1)،یہ رومی شہنشاہ دومطیان کے دورِ حکومت کے دوران ہوا جہاں بائبل مقدس مکمل کی گئی(مکاشفہ 22:18-19)۔

ب۔پرانے عہدنامہ کی کتب کی تواریخی ترتیب:

1۔آدم سے طوفانِ نوح تک(3958-2302 ق۔م)۔ پیدائش 1-5 ابواب

2۔طوفانِ نوح سے ابرہام سے کئے گئے وعدہ تک(2302-1875ق۔م)

پیدائش 6-12 ابواب

3۔ابرہام سے کئے جانے والے وعدہ سے خروج تک(1875-1445ق۔م)

پیدائش12-50؛ ایوب کی کتاب

4۔خروج سے سلیمان کی حکومت کے چوتھے برس تک(1445-965ق۔م)

الف)۔خروج ب)۔ احبار ج)۔گنتی د)۔استثنا

ہ)۔یشوع و)۔ قضاۃ ز)۔روت ح)۔1 سموئیل

ط)۔2 سموئیل ی)۔1 سلاطین 1-5 ک)۔زبور ل)۔ 1 تواریخ

5۔سلیمان کی حکومت کے چوتھے برس سے یہوداہ کے زوال تک(965-586 ق۔م)

الف۔1 سلاطین 6-22 ب)۔2 سلاطین ج)۔2 تواریخ

د)۔امثال ہ)۔واعظ ز)۔غزل الغزلات

ح)۔عبدیاہ ط)۔یوایل ی)۔یوناہ

ک)۔عاموس ل)۔ہوسیع م)۔میکاہ

ن)۔یسعیاہ س)۔ناحوم ع)۔صفنیاہ

ف)۔حبقوق

6۔بابل کی اسیری کا دور(586 -516ق۔م)

الف)۔یرمیاہ ب)۔نوحہ ج)۔حزقی ایل د)۔دانی ایل

7 ۔بابل کی اسیری کے بعد سے پرانے عہدنامہ کے اختتام تک(516-400ق۔م)

الف)۔عزرا ب)۔ نحمیاہ ج)۔زکریاہ د)۔حجّی

ہ)۔ملاکی

ج۔ نئے عہد نامہ کی کتب کی تواریخی ترتیب:

عام طور پر نئے عہد نامہ کی الہامی کتب کو مصنفین نے جس ترتیب سے لکھا وہ درج ذیل ہے:

1۔مسیح کی زندگی اور ابتدائی کلیسیا کی تاریخ (85-55 عیسوی)

الف۔متی کی انجیل ب)۔مرقس کی انجیل ج)۔لوقا کی انجیل

د)۔یوحنا کی انجیل ہ)۔رسولوں کے اعمال

2۔کلیسیا کیلئے خطوط (85-46 عیسوی)

الف)۔یعقوب ب)۔گلتیوں ج)۔1 تھسلنیکیوں

د)۔2 تھسلنیکیوں ہ)۔1 کرنتھیوں و)۔2 کرنتھیوں

ز)۔رومیوں ح)۔فلیمون ط)۔افسیوں

ی)۔کلسیوں ک)۔فلپیوں ل)۔1 تیمتھیس

م)۔ططس ن)۔2 تیمتھیس س)۔عبرانیوں

ع)۔1 پطرس ف)۔2 پطرس ص)۔یہوداہ

ق)۔1 یوحنا ر)۔2 یوحنا ش)۔3 یوحنا

3۔نبوتی کتاب (96 عیسوی)

الف)۔مکاشفہ

بائبل کے مطالعہ کے لیے تیاری

آخری دوحصّوں میں ہمیں اہم واقعات کو جاننے کی اہمیت سے متعارف کروایا گیا جو ماضی میں رونما ہوئے (تیسرا حصّہ) اور کس ترتیب کے ساتھ رونما ہوئے (چوتھا حصّہ)۔ ہم ایک سوال کے جواب کی بنیاد رکھ رہے ہیں جوایک شخص بائبل کا مطالعہ کرتے ہوئے ضرور پوچھتا ہے۔''کب''؟ جب بائبل کو سمجھنے کے مشتاق ہوتے ہیں تو ہم خود کو مسلسل ان سوالات کے جوابات تلاش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جو''حق کے کلام کو درستی سے کام میں لاتا ہو''(2۔ تیمتھیس 15:2) کے لئے ضروری ہیں ۔ خدا ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنے سوالات کے ساتھ اسکے حضور آئیں (متی 7:7-8)۔

ہمیں ہر ایک آیت کے متعلق جو بنیادی سوالات پوچھنے چاہئیں وہ بہت سادہ ہیں: کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے؟ مسیحی زندگی سے متعلق بنیادی سوالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے جوابات پر غور کیا جانا چاہیئے : اِس سے ہمیں اپنے خداوند یسوع مسیح کے ساتھ گہرا شخصی تعلق قائم کرنے میں کس طرح مدد ملتی ہے(فلپیوں 10:3)اور پھر ہم کس طرح زندگی بسر کرینگے(یوحنا 17:7)؟

الف۔ ہر ایک آیت کیلئے چھ بنیادی سوالات:

1۔ ''کون؟''

جب ہم''کون'' کے بارے سوال پوچھتے ہیں تو ہم یہ تعین کرنے کی کھوج لگاتے ہیں کہ کون ہمکلام ہے اور وہ کلام کن سے کیا گیا ہے۔ پیدائش 2:22 میں ایک مثال ملتی ہے۔ جب خدا نے ابرہام سے کہا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اُسکے حضور قربان کردے۔ اِس واقعہ میں خدا براہِ راست ابرہام سے ہمکلام ہوا نہ کہ کسی اور شخص سے لہذا کلام کے سننے والوں کے طور پر ہم اس حکم کو ماننے کے پابند نہیں۔

2۔ ''کیا؟''

''کیا'' کہی گئی بات کی حقیقت کو واضع کرتا ہے۔ مکاشفہ 5 باب میں یسوع مسیح کو ''برہ'' کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اُسکے موٹے لمبے بال اور چار ٹانگیں ہیں بلکہ یہ اس کے گناہ کیلئے قربانی دینے کی طرف اشارہ ہے (یوحنا 29:1) جو ''حقیقت'' ہے۔

3۔ ''کب؟''

''کب'' اس دور کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ایک خاص حوالہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ابرہام کے اپنی سوتیلی بہن سارہ سے شادی کرنے کو اس وقت تک غیر اخلاقی فعل سمجھا جائے گا جب تک ایک پڑھنے والا یہ نہ سمجھے کہ یہ شادی موسوی شریعت کے دیئے جانے سے پہلے کی گئی جو اس طرح کے کام کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ شریعت کے بغیر شخصی گناہ کو خاطر میں نہیں لایا جاتا (رومیوں 15:4)، اسلئے ابرہام کے معاملہ میں ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس وقت ممنوع رشتوں سے شادی کرنا گناہ نہیں تھا۔ ''کب'' سے متعلق سوال کے واضع جوابات کو مکمل طور پر سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

4۔ ''کہاں؟''

''کہاں'' جغرافیہ اور تہذیب کا ذکر کرتا ہے جس میں ایک حوالہ لکھا گیا۔ عموماً بائبل مقدس میں ہم یہ الفاظ دیکھتے ہیں ''یروشلیم کی طرف'' بہت سی تہذیبوں میں ''کی طرف'' کے الفاظ شمال کی جانب سفر کرنے کو ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم بائبل مقدس کا مقصد بلندی کو ظاہر کرنا ہے نہ کہ سمت کو۔ جب یسوع گلیل سے ''یروشلیم کی طرف'' جارہا تھا۔ وہ دراصل جنوب کی جانب سے سفر کرتا ہوا آرہا تھا لیکن چڑھائی کی طرف جارہا تھا۔

5۔ ''کیوں؟''

''کیوں'' ایسا سوال ہے جسکا جواب دنیا اکثر سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے ۔ بیشتر اوقات

دوسرے حوالہ جات کا مطالعہ کرنے ذریعہ جواب ملتا ہے۔ اگر ایک شخص یسعیاہ 14:7 میں پائے جانے والے بیان کو پڑھتا ہے جہاں یہ لکھا ہے ''دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اُسکا نام عمانوایل رکھینگے''، تو یقیناً اس کے اندر ایک سوال پیدا ہوگا۔ ''ایک کنواری ہی کیوں''؟ ہم یہ کہتے ہوئے اِس سوال کا جواب دے سکتے ہیں، ''خدا اِس طریقہ سے کام کرنا چاہتا ہے''۔ اگرچہ یہ جواب درست ہے مگر نامکمل ہے۔

جواب تلاش کرتے ہوئے ہم رومیوں 5 باب میں ایک حوالہ دیکھیں گے جو آدم کے گناہ کے نسلِ انسانی پر ہونے والے اثر کو بیان کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی آدمی، آدم کے ذریعہ تمام نسلِ انسانی گناہ آلودہ فطرت کا شکار ہوگئی۔ اِس معاملہ میں ''کیوں'' کا جواب قطعی ہے کہ گناہ کی قیمت ادا کرنے کیلئے مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ضروری تھا۔

6۔ ''کیسے؟''

''کیسے'' کے سوال کا جواب دینا بھی اکثر مشکل ہوتا ہے ہم پوچھ سکتے ہیں ''یسوع کیسے پانی پر چلا''؟ جواب بہت سادہ ہے کہ اُس نے روح القدس پر انحصار کیا (لوقا 18:4)۔ ہم یہ بھی پوچھ سکتے ہیں ''جب بنی نوع انسان کو انتخاب کرنے کی آزادی ہے تو خدا کیسے تاریخ پر تسلط رکھتا ہے؟'' اِس سوال کا با آسانی جواب نہیں دیا گیا اور اپنے مطالعہ میں بعد ازاں اِس کی کھوج لگائیں گے۔

ب۔ دو اہم شخصی سوالات:

1۔ یہ حوالہ کس طرح ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ساتھ ایک گہرا شخصی تعلق قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے؟

یہ سب سے اہم ترین سوال ہے جو ہم پوچھ سکتے ہیں۔ خدا کے کلام کے مطالعہ سے ہم نے جو علم حاصل کیا اسکا ایمان کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ضروری ہے (عبرانیوں 6:11) تاکہ خداوند کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوتا چلا جائے۔ ہمیں خدا کے کلام پر بھروسہ کرنا چاہئے کہ وہ غلطی سے مبّرا

اور قابلِ انحصار ہے۔نتیجتاً خداوند کے ساتھ ہمارا تعلق قائم ہو جائے گا جسکی بنیاد خدا کی محبت پر ہوگی اور یہ انسانی ادراک سے باہر ہوگی۔ پولس رسول نے افسیوں 3:14-19 میں لکھتے ہوئے اس بات کو واضع کیا:

''اس سبب سے میں اُس باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں۔جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُسکے روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ۔ اور ایمان کے وسیلہ سے مسیح تمہارے دلوں میں سکونت کرے تا کہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بنیاد قائم کر کے سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کر سکو کہ اُس کی چوڑائی اور لمبائی اور اُونچائی اور گہرائی کتنی ہے اور مسیح کی اس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے تا کہ تم خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاؤ''۔

اگر ہم صرف عقلی وجوہات کی بنا پر خدا کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور خدا اور دوسروں کیلئے محبت میں ترقی کرنے کے خواہاں نہیں (مرقس 12:29-31) تو ہم تنگ نظری کا شکار ہو رہے ہیں (1۔کرنتھیوں 8:1)۔ پولس رسول جو زمین پر کسی بھی دوسرے شخص سے زیادہ الہیاتی علم سے واقفیت رکھتا تھا (2۔کرنتھیوں 12:1-4)۔ یہ کہتے ہوئے اپنی عظیم ترین خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ ''میں اسکو...... جان سکوں'' (فلپیوں 3:10)۔پولس بطور فریسی پہلے ہی اپنے فہم وفراست کے سفر پر گامزن تھا لیکن بطور مسیحی وہ زندہ خدا کے ساتھ عظیم تعلق کو جاننے کا آغاز کرتا ہے۔

خدا کے وعدوں پر غور کریں اور ان پر بھروسہ رکھیں تا کہ آپ ''ہمارے خداوند یسوع مسیح کے عرفان میں بڑھتے جائیں'' (2۔پطرس 3:18)۔

2 ۔پھر ہم کیسے زندگی بسر کرینگے؟

جن آیات کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں ان کے مفہوم کو ایک بار سمجھنے کے بعد، ہمیں ضرور یہ جاننے کی

کوشش کرنی چاہئے کہ ان کا روزمرہ زندگی پر کیسے اطلاق ہوتا ہے۔اس خیال کی خوبصورت مثال عبرانیوں 12:1-3 میں دی گئی ہے۔پہلی اور دوسری آیت میں بیان کیا گیا ہے:

''پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے اُلجھا لیتا ہے دور کرکے اس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اس خوشی کیلئے جو اُسکی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروانہ کر کے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا''۔

ان دو آیات میں عبرانیوں کے خط کا مصنف جس مثال کا انتخاب کرتا ہے وہ ایک دوڑ دوڑنے سے متعلق ہے۔لوگ تماشا گاہ میں کھڑے دیکھ رہے ہیں۔(11 باب کے فاتحین)۔یہ دوڑ تیز رفتاری اور لمبا فاصلہ طے کرنے سے متعلق ہے اور فاتح احترام کی جگہ پر جاتا ہے۔مقابلہ کرنے والا ہر ایک اضافی بوجھ کو دور کرتا ہے جو اُسے تیز دوڑنے سے روکتا ہے، یا ہر ایک رکاوٹ کو دور کرتا ہے جو اُسکے لئے ٹھوکر کا باعث ہوسکتی ہے۔اسکی آنکھیں اختتامی لائن پر لگی ہوتی ہیں جہاں وہ (یسوع مسیح) پہلے سے موجود ہوتا ہے جس نے پہلے ہی دوڑ کو ختم کر لیا ہے اور فتحیابی حاصل کر لی ہے۔جیت کی خوشی تھکاوٹ کے تجربہ سے کہیں زیادہ اہم بن جاتی ہے جو دوڑنے والا برداشت کرتا ہے۔

پھر 3 آیت میں مصنف دو آیات کا اطلاق ہماری زندگیوں پر کرتا ہے۔

''پس اس پر غور کرو جس نے اپنے حق میں بُرائی کرنے والے گنہگاروں کی اسقدر مخالفت کی برداشت کی تاکہ تم بے دل ہو کر ہمت نہ ہارو''۔

جب ہم آزمائشوں اور مخالفت، درد اور غم، شرمندگی اور بے عزتی کی برداشت مسیح کی خاطر کرتے ہیں تو ہمیں اپنے رہنما پر غور کرکے اس سے حوصلہ مندی حاصل کرنی چاہئے! اس بات کو تسلیم کریں کہ **''ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب**

باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بیگناہ رہا'' (عبرانیوں 15:4)۔

ج۔کیا ہوا اگر ہم تمام سوالات کے جوابات نہ دے سکیں؟

سوالات اور اُنکے جوابات اہمیت کے حامل ہیں تاہم ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ زندہ خدا کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیاد ایمان پر ہے (افسیوں 2:8-9؛ کلسیوں 6:2) لہذا ہم اس زندگی کے دوران تمام جوابات کو حاصل نہیں کر پائیں گے جنکی ہم تلاش کرتے ہیں تاہم خدا نے وعدہ کیا ہے کہ بالآخر ہمارے تمام سوالات کا جواب دیا جائے گا (1۔کرنتھیوں 12:13)۔کلام مقدس اتنی راہنمائی کرتا ہے کہ وہ ہماری زندگی کیلئے کافی ہے۔

دوسرا حصہ

تفسیر کے بنیادی اُصول

تعارف:

چوتھا باب اسلئے مرتب کیا گیا ہے تا کہ طالب علم کو تفسیر کے چار بنیادی قوانین اور پندرہ بنیادی اُصولوں سے متعارف کروایا جائے۔ اس باب میں قانون سے مُراد وہ مقررہ راہنما اُصول ہے جسے ہمیں کلام خدا کے مطالعہ کے دوران تمام وقت ملحوظِ خاطر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک اُصول قانون کا وہ ترکیبی جزو ہوتا ہے جو اسکے استعمال میں ضروری ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اُسے تمام اوقات میں لاگو کیا جائے۔ جیسے جیسے ہم اپنے مطالعہ کے اِس حصّہ میں آگے بڑھیں گے ویسے ویسے طالب علم اس بات کو جانیں گے کہ اُنہیں اِس باب میں متعارف کروائے گئے مختلف اُصولوں کو کب اور کس طرح استعمال میں لانا ہے۔

خدا کے کلام کی درست تفسیر ایک ایسی دوڑ ہے جو زندگی بھر جاری رہتی ہے۔ کوئی ایسا کلیہ یا قاعدہ نہیں جو کسی شخص کو اس قابل بنا سکے کہ وہ بائبل کھولے اور چند منٹوں میں ہی کتابِ مقدس کے ہر ایک حصّہ کے معنی و مفہوم کو سمجھ سکے۔ طالب علم کو اس قدر پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ وہ سچائی کی تلاش کرنا ہی چھوڑ دے۔ خدا نے اپنے کلام میں کچھ مشکل باتیں کسی مقصد کے تحت رکھی ہیں تا کہ ہمیں رُوح القدس پر بھروسہ کرنا پڑے (۱۔کرنتھیوں ۳:۱۰-۱۶)۔ جبکہ کچھ چیزوں کو سمجھنا آسان ہو سکتا ہے، کچھ باتوں کو ابدیت کے اس حصّہ میں نہیں سمجھا جائے گا (۱۔کرنتھیوں ۱۳:۱۲)۔

اگر خدا کے کلام کی تفسیر کسی کلیہ کی مدد سے کی جا سکتی تو پھر ایک غیر ایماندار شخص بھی خدا کے کلام کی تفسیر کر سکتا۔ خدا کی یہ خواہش ہے کہ اُس کے پیروکار اُس کے متلاشی ہوں اور اپنی روحانی نشو ونما کے عمل کے طور پر اُس کے کلام کا مطالعہ کرنے کے مشتاق رہیں (۲۔تیمتھیس ۲:۱۵)۔ برائے مہربانی آپ ان قوانین اور اُصولوں کو بطورِ لازمی راہنما اُصول استعمال کریں لیکن رُوح القدس

پر بھروسہ کریں کیونکہ صرف وہی آپ کو کلام کی تمام سچائیوں کی طرف رہنمائی فراہم کرے گا (یوحنا۱۶:۱۳)۔

درج ذیل فہرست اُن قوانین اور اُصولوں کا خلاصہ ہے جن کا ہم مطالعہ کرنے والے ہیں:

قانون اوّل: تمام نوشتوں کی تلاش وتحقیق کے بعد خدا اور یسوع مسیح کے متعلق حقائق اکٹھے کریں۔

الف۔ پہلا اُصول: خدا کی حقیقت کا مطالعہ کریں۔

ب۔ دُوسرا اُصول: اُس راہ کی تلاش کریں جو یسوع نے دکھائی ہے۔

قانونِ دوم: کلام کے کسی حصّہ کو واضح طور پر اپنا رہنما بنا کر استعمال کرتے ہوئے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

الف۔ تیسرا اُصول: اس بات کو محسوس کریں کہ مکاشفہ بتدریج ہے۔

ب۔ چوتھا اُصول: لفظی طور پر تفسیر کریں۔

ج۔ پانچواں اُصول: خاص خاص باتوں پر غور کریں۔

د۔ چھٹا اُصول: ابتدائی پیروں کا مطالعہ کرنا۔

ہ۔ ساتواں اُصول: انسانی مرضی کو تسلیم کریں۔

و۔ آٹھواں اُصول: عہدوں کو یاد کریں۔

قانونِ سوم: کلام کے ایک حصّہ کا دوسرے حصّہ سے موازنہ کرتے ہوئے دانشمند بننے کی کوشش کریں۔

الف۔ نواں اُصول: دونوں حصّوں میں فرق باتوں پر غور کریں۔

ب۔ دسواں اُصول: متن پر غور کریں۔

ج۔ گیارہواں اُصول: تفسیر تقابلی طور پر کریں۔

د۔ بارہواں اُصول: ہم آہنگی دیکھیں۔

ہ۔ تیرہواں اُصول: تقسیم ادوار پر غور کریں۔

و۔ چودھواں اُصول: نبوت کے متعلق محتاط رویہ اختیار کریں۔

قانون چہارم: خدا کے کلام کا درست طریقہ سے اطلاق کرتے ہوئے مسیحی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔

الف۔ پندرہواں اُصول: درست اطلاق درست تفسیر کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

ب۔ درست اطلاق کی طرف پانچ اقدام

ج۔ درست تفسیر کی راہ میں چھ رکاوٹیں

د۔ اِطلاق کونا کام بنانے کے آٹھ اُصول

قانون اوّل

قانونِ اوّل: تمام نوشتوں کی تلاش و تحقیق کے بعد خدا اور مسیح یسوع کے متعلق حقائق اکٹھے کریں۔

یہ قانون خدا کی حقیقت کی بنیادی خوبیوں کو تسلیم کرتا ہے جنہیں خدا کی صفات بھی کہا جاتا ہے اور یہ درست تفسیر کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔خدا کے جوہر پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی اُس کا جوہر اپنے اجزاء میں غیر ہم آہنگ ہے۔ یہ قانون اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہم خدا کی عجیب فطرت کو جتنا زیادہ جانیں اور سراہیں گے (فلپیوں ۳: ۱۰) اتنا زیادہ ہم اس بات کو مہارت سے جان سکیں گے کہ وہ کیا کہتا ہے۔

یہ حقیقت کہ باپ، بیٹا اور روح القدس سب کا ایک ہی جوہر تثلیث کا بائبلی ثبوت ہے۔ ''تثلیث''

کی اصطلاح اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ باپ، بیٹااورروح القدس ایک خدا کے تین ظہور ہیں۔ان کے بنیادی طور پر تین کردار ہیں۔ باپ منصوبہ ساز ہے(اعمال۲:۲۳)، بیٹا نمائندہ ہے (یوحنا۵:۳۶)اورروح القدس ظاہر کرنے والا ہے(یوحنا۱۶:۱۳)۔ممکن ہے کہ ہم اُن کے مختلف کرداروں کا مطالعہ کریں لیکن ہمیں تثلیث کو تقسیم کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔صرف ایک ہی خدا ہے(استثنا۶:۴)؛ چونکہ باپ، بیٹااورروح القدس ان تمام صفات میں حصّہ دار ہیں جو کہ صرف خدا میں ہی ہوسکتی ہیں، اسلئے وہ سب خدا ہیں اور ایک ہیں۔ بعد میں آنے والے حصّوں میں ہم تثلیث کا تجزیہ زیادہ تفصیل سے کریں گے۔

الف: پہلا اُصول: خدا کے جوہر کا مطالعہ کریں:

دس بڑی خوبیاں / صفات ہیں جو خدا رکھتا ہے۔ان خوبیوں کو زبانی یاد کرنا اور لگا تار دہراتے رہنا چاہیئے۔

۱۔مقتدرِ اعلیٰ / حاکمیت اعلیٰ

خدا مقتدرِ اعلیٰ ہے یعنی وہ بادشاہ ہے اور بادشاہ کے طور پر کام کرتا ہے۔حاکمیتِ اعلیٰ، اعلیٰ اختیار کا محدود پیمانہ پر استعمال ہے۔خدا کسی بھی بیرونی قوت سے بالاتر، پوری کائنات پر اعلیٰ اختیار رکھتا ہے۔ وہ خالق ہے تخلیق یا مخلوق نہیں (رومیوں ۱:۲۰، ۲۵)۔ اسلئے وہ اپنے منصوبہ، اپنے قوانین اور اپنی عدالت قائم کرنے پر اختیار رکھتا ہے۔قصّہ مختصر یہ کہ اُسے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہے، اگرچہ اُس کے مقاصد کو سمجھنا مشکل ہے۔

۲۔راستبازی

خدا ایک مکمل راستبازی ہے یعنی وہ ہر اعتبار سے کامل ہے۔وہ ہر لحاظ سے راستبازی کا معیار ہے۔ وہ اخلاقی اعتبار سے مکمل ہے اور اُس نے ہمارے سامنے ایک معیار رکھا ہے جس کی ہمیں تقلید کرنی ہے(افسیوں ۵:۱)۔

۳۔عدل وانصاف

خدا عادل ہے یعنی وہ ہر لحاظ سے اور مکمل طور پر درست ہے۔ خدا کا عدل وانصاف اُسکی راستبازی کے تقاضوں کا ردِعمل ہے۔ خدا ''انسانوں کی عزت کرنے والا'' نہیں (رومیوں ۲: ۱۱)، وہ طرفداری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ جہاں گناہ (اُسکی شریعت کی عدولی) سر اُٹھاتا ہے (رومیوں ۵: ۱۳) ، وہاں اُس کا انصاف ضرور پورا ہوگا۔

۴۔محبت

خدا محبت ہے یعنی کامل اور غیر مشروط محبت اُس میں پائی جاتی ہے۔ محبت کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کے لئے وہ کچھ کیا جائے جو درست اور بہترین ہے، چاہے ایسا کرتے ہوئے ہمارے احساسات ناخوشگوار ہی کیوں نہ ہوں۔ مسیحیوں کو خدا کی محبت میں حصّہ دار بننا ہے اور اسے دوسروں تک پہنچانا ہے تاکہ سب لوگ خدا کو جانیں (یوحنا ۱۳: ۳۴۔۳۵)۔

۵۔ابدی زندگی

خدا ابدی زندگی ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ ابدی زندگی کا کوئی آغاز یا اختتام نہیں ہوتا۔ ہم مسیحی ہوتے ہوئے دراصل ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں جس کا نکتہء آغاز تو ہے لیکن اختتام نہیں۔ خدا کی ابدی زندگی کا درس یہ ہے کہ اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔

۶۔قادرِ مطلق، تمام تر قدرت واختیار والا

خدا قادرِ مطلق ہے۔ وہ سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس کے قادرِ مطلق ہونے کی ایک مثال اُس کے آسمان اور زمین کو خلق کرنے میں دکھائی دیتی ہے (پیدائش ۱: ۱)۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ''اُس کے منہ کے کلام'' سے آسمان بنے اور اُس کے ''دم'' سے اُس کا سارا لشکر بنا (زبور ۳۳: ۶)۔

۷۔ہر جگہ حاضر وناظر۔سب جگہ موجود

خدا ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ وہ ہر جگہ ہر وقت ایک ہی قدرت اور اختیار سے موجود ہے۔ اس سے

یہ مُرادنہیں کہ خدا سب کچھ ہے(کائنات پرستی کا نظریہ) بلکہ یہ کہ وہ ہر جگہ ہے۔ یہ نظریہ ہم پر خدا کی فطرت کوظاہر کرتا ہے۔

۸۔عالمِ الغیب۔سب کچھ جاننے والا

خداعالم الغیب ہے۔وہ ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔خدا سب چیزوں کا نتیجہ جانتا ہے۔ نا صرف حقائق کا بلکہ تمام امکانات کا بھی ۔ وہ تمام اوقات میں ہر ایک فیصلہ کے اثرات ونتائج سے واقف ہے۔اُس کے ابدی منصوبہ نے ان تمام حقائق کو جانا ہے(رومیوں ۸: ۲۸۔۳۰)۔

۹۔غیر مُبدّل۔تبدیل نہ ہونے والا

خداغیر مُبدّل ہے یعنی اُس کے جوہر کے پہلو کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتے۔

۱۰۔صادق

خدامکمل سچائی ہے۔یہ خوبی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا جو کچھ بھی کہتا ہے وہ قابلِ یقین ہے(گنتی۲۳:۱۹)۔ یہ درحقیقت ناممکن ہے کہ خدا جھوٹ بولے(طِطس ۱:۲)۔

ب۔دُوسرا اُصول: اُس راہ کی تلاش کریں جو یسوع نے دکھائی ہے۔

دوسرا اُصول ہمیں واضح طور پر یہ بتا تا ہے کہ تمام تاریخ کا محور و مرکز یسوع مسیح ہے۔ یہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یسوع مسیح تمام چیزوں کا خالق ہے(یوحنا ۱:۱،۳،۱۴؛ کلسیوں ۱:۱۶۔۱۷)الفا اور اومیگا ’’ابتدا اور انتہا‘‘ (مکاشفہ ۱:۸)،ایک ہی واحد خدا جو انسان بنا(فلپیوں ۲:۶۔۸)۔

جب ہم خدا کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں ضرور اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ دیئے گئے حصّہ کی ہماری تفسیر خداوند یسوع مسیح کی سچائی کے مطابق کس طرح ڈھلتی ہے۔ایسا کرنے کا ایک طریقہ اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ کتاب مقدس کے اس حصّہ میں موجود ہر شخص، مقام، چیز یا واقعہ ہمیں ہمارے خداوند کے متعلق کیا سکھاتا ہے۔ہم ’’اچھی چیزوں‘‘ کی تلاش کریں، حقیقی سچائی

یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح کے مطالعہ سے حوصلہ افزائی پاتے ہیں؛ پرانی شریعت پر نگاہ کرنے سے نہیں جو اُن اچھی چیزوں کا محض "عکس" تھی (عبرانیوں ۱۰:۱، یوحنا ۱۴:۶)۔ پرانے عہد نامہ کے تمام لوگ، مقامات اور واقعات خدا نے اپنی ذات کے متعلق سیکھنے اور سمجھنے میں مدد دینے کی غرض سے ہمارے لئے بطورِ مثال رکھے تھے (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۔۶)۔

خداوند کے بارے میں ہمیں سکھانے والے **شخص** کی ایک مثال یوناہ نبی میں ملے گی۔ جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ یوناہ خدا کے حکم کے مطابق نینوہ نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس کی بجائے وہ بحری جہاز پر سوار ہُوا اور دوسری سمت کو روانہ ہُوا۔ راہ میں طوفان آ گیا اور یوناہ کو سمندر میں پھینک دیا گیا جہاں ایک بڑی مچھلی نے اُسے نگل لیا اور تین دن بعد اُسے خشکی پر اُگل دیا جہاں اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خدا کے حکم کے مطابق عمل کرے گا۔ تین دن اور تین راتیں "یوناہ نبی کا نشان" بن گئیں (متی ۱۲:۳۹۔۴۰)، جس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ یسوع بھی اتنے ہی دن قبر میں رہے گا۔

مقام بھی ہمیں خداوند کے متعلق تعلیم دے سکتا ہے۔ یسوع کو بیت لحم میں پیدا ہونا تھا (میکاہ ۵:۲) جس کا مطلب ہے "روٹی/خوراک کا گھر"۔ یسوع درحقیقت وہ روٹی تھی جو آسمان سے اُتری اور وہ ہستی جو روحانی زندگی کی پرورش کرے گی (یوحنا ۶:۳۵)۔

بہت سی **چیزیں** ہیں جو براہِ راست ہمیں خداوند کے بارے سکھانے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ خیمہء اجتماع اور ہیکل اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اگر ہم صرف پاک مقام پر غور کریں جہاں نذر کی روٹی کا میز، سونے کا شمعدان اور خوشبو جلانے کا سونے کا مذبح واقع تھے، ہمیں بڑی آسانی سے اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ یہ سب چیزیں یسوع کی نمائندگی کرتی ہیں۔ پھر سے یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ وہ روٹی ہے (یوحنا ۶:۳۵)۔ وہ "دنیا کا نور" بھی ہے (یوحنا ۸:۱۲) اور وہی ہے جو ہماری دُعائیں سنتا ہے، (خوشبو سے مُراد مقدسین کی دُعائیں ہیں [مکاشفہ ۸:۳۔۴] اور دُعا ایک "قربانی" ہے (عبرانیوں ۱۳:۱۵۔۱۶)۔

واقعات مثلاً لاویوں کے قبیلہ کے کاہنوں کی گذارنی جانے والی قربانیاں بھی ہمیں خداوند کی بابت

تعلیم دیتی ہیں۔تمام قربانیاں (جن کا ذکر احبار ۱۔۷ ابواب میں ہے) وہ سب کی سب یسوع کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو کہ ''کامل قربانی'' ہے (عبرانیوں ۱۰:۱۰۔۱۲)۔وہ سچ مُچ **''خدا کا برّہ تھا جو دنیا کا گناہ اُٹھالے جاتا ہے''** (یوحنا ۱:۲۹)۔

طالب علم بائبل مقدس کی ہر ایک کتاب کے مرکزی خیال کو بھی دیکھ سکتا ہے اور اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ یسوع مسیح ہی مرکزی مضمون ہے:

پیدائش: خالق اور عورت کی نسل (۱:۱؛ ۳:۱۵)

خُروج: خدا کا برّہ جو گنہگاروں کے لئے قربان ہوا (۱۲:۱۔۱۳)

احبار: سردار کاہن (پوری کتاب)

گنتی: یعقوب میں سے ایک ستارہ (۲۴:۱۷)

استثنا: موسیٰ کی طرح ایک نبی (۱۸:۱۵)

یشوع: خداوند کے لشکر کا سردار (۵:۱۳۔۱۵)

قضاۃ: منصف (۱۱:۲۷)

روت: قرابتی اور ہرجانہ ادا کرنے والا (باب ۳)

سموئیل: بادشاہوں کا خداوند (مالک) (۲۔سموئیل ۷:۱۸۔۲۰)

سلاطین/تواریخ: آسمان اور زمین کا خداوند (تمام کتب)

عزرا: بحال کرنے والا (۱:۱)

نحمیاہ: وفادار (۹:۳۲)

آستر: مردکی (باب ۱۰)

ایوب: زندہ، مخلصی دینے والا اور واپس آنے والا (۱۹:۲۵)

زبور: مبارک آدمی (زبور ۱)

زبور: خدا کا بیٹا (زبور ۲)

زبور: مصلوب ہونے والا (زبور۲۲)

زبور: زندہ ہونے والا (زبور۲۳)

زبور: آنے والا (زبور۲۴)

زبور: سلطنت کرنے والا (زبور۲۷)

زبور: حمد والا (زبور۱۵۰)

امثال: دانشمندی (باب۴)

واعظ: بھولا ہوا دانشور مرد (۹:۱۴۔۱۵)

غزل الغزلات: میرا محبوب (۲:۱۶)

یسعیاہ: دُکھ اُٹھانے والا عوضی (۵۳)

یرمیاہ: خداوند ہماری راستبازی (۲۳:۶)

نوحہ: مردِ غمناک (۱:۱۲۔۱۸)

حزقی ایل: تخت پر بیٹھنے والا (۱:۲۶)

دانی ایل: کاٹا جانے والا پتھر (۲:۳۴)

ہوسیع: داؤدِ عظیم بادشاہ (۳:۵)

یوایل: نعمتیں بخشنے والا خداوند (۲:۱۸۔۱۹)

عاموس: اسرائیل کا چُھڑانے والا (۳:۱۲)

عبدیاہ: کوہِ صیون پر بچانے والا (آیت۱۷)

یوناہ: دفن اور زندہ ہوا نجات دہندہ (ساری کتاب)

میکاہ: ہمیشہ سے ہمیشہ تک خدا (۵:۲)

ناحوم: مصیبت کے دن پناہ گاہ (۱:۷)

حبقوق: ہمارے ایمان کا مرکز: (۲:۴)

صفنیاہ: عدالت اور پاکیزگی کے درمیان کھڑا ہونے والا (۳:۵،۱۵)

حجّی: راستی پر لانے کی خاطر مارنے والا چرواہا (۲:۱۷)

زکریاہ: شاخ (۳:۸)

ملاکی: آفتابِ صداقت (۴:۲)

متی: یہودیوں کا بادشاہ (۲:۱)

مرقس: یہوواہ کا خادم (پوری انجیل)

لوقا: کامل ابنِ آدم (۳:۳۸،۴:۱۔۱۳)

یوحنا: ابنِ خدا (۱:۱)

اعمال: اُوپر اُٹھایا جانے والا خداوند (۱:۸۔۹)

رومیوں: راستبازی (۳:۲۲)

۱۔کرنتھیوں: مُردوں میں سے پہلا پھل (۱۵:۲۰)

۲۔کرنتھیوں: ہماری خاطر گناہ ٹھہرا (۵:۲۱)

گلتیوں: شریعت کا اختتام (۳:۱۰،۱۳)

افسیوں: ہمارا ہتھیار (۶:۱۱۔۱۸)

فلپیوں: ہر ضرورت پوری کرنے والا (۴:۱۹)

کلسیوں: پہلے سے ہی بلند مرتبہ (۱:۱۸)

۱۔تھسلنیکیوں: واپس آنے والا خداوند (۴:۱۵۔۱۸)

۲۔تھسلنیکیوں: واپس آ کر دنیا کی عدالت کرنے والا (۱:۷۔۹)

۱۔تیمتھیس: درمیانی (۲:۵)

۲۔تیمتھیس: تاج عطا کرنے والا (۴:۸)

ططس: عظیم خدا اور منجّی (۲:۱۳)

فلیمون: قیدی کا شراکتی/ساتھی (۱:۹)

عبرانیوں: ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا (۹-۱۱)

یعقوب: سبت کا خداوند (۵:۴)

۱-پطرس: پرانے عہد نامہ کی نبوت کا مرکز (۱:۱۰-۱۱)

۲-پطرس: طویل دُکھ اُٹھانے والا منّجی (۳:۹)

۱-یوحنا: زندگی کا کلام (۱:۱)

۲-یوحنا: مخالفِ مسیح کا نشانہ (۱:۷)

۳-یوحنا: تجسم صداقت (۱:۳-۴)

یہوداہ: ایماندار کی سلامتی/تحفظ (۱:۲۴-۲۵)

مکاشفہ: بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند (۱۹:۱۱-۱۶)

قانون دوم

کلام کے کسی حصّہ کو واضح طور پر اپنا راہنما بنا کر استعمال کرتے ہوئے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

یہ قانون ہمیں اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ ہم کتابِ مقدس کے مختلف حصّوں کو دیکھیں کیونکہ اُنہیں سمجھنا سب سے آسان ہے۔ ان حصّوں کی مدد سے کلام کے ان حصّوں کو سمجھنے میں راہنمائی ملتی ہے جنہیں سمجھنا مشکل ہے۔

اب ہم اُن چھ اُصولوں کا مطالعہ کریں گے جو اِس قانون سے متعلقہ ہیں۔ یہ اُصول اُن صاف اور واضح پیروں کو ڈھونڈنے اور اُن کا تجزیہ کرنے میں طالب علم کی مدد کریں گے جو کتابِ مقدس میں

پائے جانے والے مختلف عنوانات کی تعریف کرتے اور اُنہیں ثابت کرتے ہیں۔

اس حصّہ میں ہم بتدریج آگے بڑھنے والے مکاشفہ کی حقیقت پر یا اس بات پر بھی غور کریں گے کہ خدا تاریخ میں کس طرح اپنے منصوبہ کو ظاہر کرتا اور پھیلاتا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اُس کا منصوبہ کس طرح ظاہر ہوتا ہے ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم خاص خاص نکات یا تفاصیل پر غور کرتے ہوئے لفظی طور پر تفسیر کریں اور کسی عنوان پر دیے گئے ابتدائی پیروں کا مطالعہ کریں۔ ہم اس بات کو تسلیم کریں گے کہ انسانی مرضی کا وجود ہے اور یہ بھی کہ اپنی تفسیر میں کس طرح نتیجہ پیدا کرنے والے عنصر کے طور پر لانا ہے اور اس کردار کو بھی دیکھنا ہے جو عہود تفسیر میں ادا کرتے ہیں۔

الف۔ تیسرا اُصول: محسوس کریں کہ مکاشفہ بتدریج ہے:

یہ اُصول ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خدا وقت کے لحاظ سے معلومات فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، مسیح کے بارے پہلی نبوت جو کہ پیدائش ۳:۱۵ میں پائی جاتی ہے، عورت کی نسل کے ساتھ کیا گیا وعدہ سچ ہے۔ سارا پرانا عہد نامہ شروع سے آخر تک اس ''سچ'' کے متعلق مزید معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح ابرہام کی نسل سے ہوگا (پیدائش ۱۲:۳)، اضحاق کی نسل سے ہوگا (پیدائش ۲۱:۱۲)، یعقوب کی نسل سے ہوگا (پیدائش ۳۵:۱۰-۱۲)، یہوداہ کے قبیلہ سے ہوگا (پیدائش ۴۹:۸-۱۱)، یسی کی نسل سے ہوگا (یسعیاہ ۱۱:۱) اور داؤد کے گھرانے سے ہوگا (۲۔سیموئیل ۷:۱۲-۱۶)۔ وہ بیت لحم میں پیدا ہوگا (میکاہ ۵:۲)۔ وہ خدا بھی ہوگا اور انسان بھی (زبور ۱۱۰:۱)۔ اس کا نام عمانوایل ہوگا (یسعیاہ ۷:۱۴)۔ وہ نبی ہوگا (استثنا ۱۸:۱۸)، وہ کاہن ہوگا (زبور ۱۱۰:۴)، وہ منصف ہوگا (یسعیاہ ۳۳:۲۲) اور بادشاہ ہوگا (یرمیاہ ۲۳:۵)۔ اس پر روح القدس کا خاص مسح ہوگا (یسعیاہ ۱۱:۲) اور وہ خدا کے گھر کی غیرت رکھنے والا ہوگا (زبور ۶۹:۹)۔ وہ مکاشفات جو مختلف اوقات پر پھیلے ہوتے ہیں (جیسا کہ متذکرہ بالا مکاشفہ ہے) اس مکاشفہ کو تشکیل دیتے ہیں جسے ''بتدریج مکاشفہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ پہلے عام نبوت کی جاتی ہے،

اس کے بعد اس نبوت کے متعلق مختلف اوقات میں ضروری تفصیلات فراہم (ظاہر) کی جاتی ہیں۔ اس لئے دیئے گئے مضمون کے پہلے ذکر پر غور کرنے کا ایک مقصد ہے تا کہ یہ ذکر اُس مضمون کے بارے بعد میں ہونے والے واقعات کو سمجھنے میں ہماری راہنمائی کرے۔ مثال کے طور پر، شیطان کا کام اور اُسکی ریاکاری، سب سے پہلے ہمیں پیدائش ۳:۱ میں دکھائی دیتی ہے۔ جیسے جیسے ہم اِس ''ابلیس'' کے متعلق مزید سیکھتے ہیں تو یہ حقیقت ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ وہ دھوکے باز ہے اور خدا کا براہِ راست مخالف ہے۔ انسانی تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ شیطان کسی بھلائی کے لئے کبھی تبدیل نہیں ہوتا (مکاشفہ ۱۲:۹؛ ۲۰:۲،۳،۱۰)۔ اُس نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے طریقے بدل لیے ہیں لیکن اُس کا روّیہ کبھی تبدیل نہیں ہوا (یسعیاہ ۱۴:۱۲۔۱۴؛ مکاشفہ ۱۲:۹؛ ۲۰:۷۔۸)، نہ ہی اُس کی اس رسائی میں فرق آیا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہی اس سوچ کے متعلق دلائل دیتا ہے کہ خدا بننا اُسکی پہنچ میں ہے۔ اس بات کو ایک دفعہ پھر واضح کیا گیا ہے کہ جب بڑی مصیبت کے دِنوں میں ''گناہ کا شخص'' مقدِس میں بیٹھے گا اور دعویٰ کرے گا کہ وہ خدا ہے (۲۔تھسلنیکیوں ۲:۴)۔

بہت دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی دیئے گئے مضمون کے متعلق عالمگیر سچائی کی بابت اُسکے پہلے ذکر کے ساتھ ہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مزید برآں بائبل میں بہت سے عنوانات ایسے پائے جاتے ہیں جن کا تعارفی ذکر پیدائش کی کتاب میں ملتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے کلام کی تفسیر کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیدائش کی کتاب کا بڑی سنجیدگی اور تفصیل سے مطالعہ کرے۔

ب۔ چوتھا اُصول: لفظی طور پر تفسیر کریں:

یہ اُصول یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا جو کچھ کہتا ہے اُس کا وہی مطلب ہوتا ہے اور جو اُس کا مطلب ہوتا ہے وہ وہی کچھ کہتا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم اُصول ہے کیونکہ یہ کلام کی تفسیر میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ جب ہم اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہیں تو جن باتوں کو ہم چاہتے ہیں کہ وہ یاد رکھیں ہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اُنہیں صاف اور واضح طور پر اُن تک پہنچایا جائے۔ ہم اکثر کسی بات کو

بہت سے مختلف طریقوں سے بیان کریں گے تا کہ اُن کے چھوٹے ذہن اُنہیں سمجھ سکیں اور بھول نہ جائیں (عبرانیوں ۱:۱)۔ ہم ایک ہی بات کو کئی دفعہ دہرائیں گے۔ کیا ہم خدا کے فرزند نہیں ہیں (۱۔یوحنا۳:۱)؟ کیا وہ ہمارا ''باپ'' (رومیوں ۸:۱۵ کے مطابق ''ابا'' نہیں؟ لفظی تفسیر سے مراد یہ ہے کہ ہم (بطورِ خدا کے فرزند) لفظی طور پر یہ قبول کرتے ہیں کہ جو بات خدا واضح طور پر کہتا ہے وہ سچائی ہے۔

یہ بات واقعی معنی خیز ہے کہ کلام میں پہلے سادہ، واضح، براہِ راست اور عالمگیر بیانات پر غور کیا جائے۔ یہ بات عیاں ہے کہ واضح آیات ان پیروں پر روشنی ڈالیں گی جو غیر واضح ہیں۔

سادہ، واضح، براہ راست اور عالمگیر بیانات کی ایک مثال یوحنا۳:۱۶ میں پائی جاتی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے **''کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے''** خدا کی محبت کے بارے کوئی لفظ غیر یقینی نہیں جیسے ''ممکن ہے''، ''ہوسکتا ہے'' یا ''اگر''۔ یہ آیت بڑے واضح طور پر خدا کی محبت کو پیش کرتی ہے اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ ''جو کوئی ایمان لاتا ہے'' ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ جو کچھ خُدا کہتا ہے ہمیں بھی وہی کچھ کہنا چاہیئے، بڑھا چڑھا کر بیان نہیں کرنا چاہیئے۔

ایسا ہی بیان ہمیں رومیوں۳:۲۳ میں ملتا ہے جہاں لکھا ہے **''کیونکہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں''** گناہ کی حالت، بائبل مقدس کے مطابق سب انسانوں کے لئے ہے ماسوائے یسوع مسیح کے (۱۔پطرس۲:۲۲)۔ صرف بائبل ہی قانون وضع کرتی ہے، اسلئے صرف بائبل ہی کسی کو قانون سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے۔ ہم بطورِ طالب علم یہ حق نہیں رکھتے کہ ہم اُن آفاقی بیانات میں کوئی تبدیلی کریں جو خدا نے اپنے کلام میں دیئے ہیں۔ اِس لئے یسوع مسیح کے علاوہ ہم سب گنہگار ہیں۔

کلام کے ''پوشیدہ'' یا ''گہرے'' معنی از خود فرض کر لینا غیر ذمہ دارانہ بات ہے۔ جیسے کہ ہم پہلے ہی بات کر چکے ہیں کہ کلام کی طرف ہمارا تمثیلی یا مجازی روّیہ خدا کے کلام پر کچھ بڑھانے کی کوشش کرتا

ہے جبکہ اساطیری یا دیومالائی روّیہ کلام میں سے کچھ گھٹانے کی کوشش کرتا ہے ۔ خدا اِن دونوں روّیوں کی طرف سے ہمیں محتاط رہنے کا درس دیتا ہے (مکاشفہ ۲۲:۱۸، ۱۹) اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ روّیے خدا کے کلام کے لفظی معنوں کی اہمیت کو کم کرتے ہیں ۔

بائبل کی بنیاد لفظی تاریخ ہے اور اِس لحاظ سے تاریخِ عالم میں اِسکی اہمیت ہے (ا۔ کرنتھیوں ۱۵ باب) اِسے لفظی طور پر سمجھنے میں ناکامی بنی اسرائیل اور کلیسیا کی تاریخ میں بہت سی الٰہیاتی بگاڑ کا باعث بنی ہے ۔

آفاقی یا عالمگیر بیانات کی کچھ اور مثالیں جنہیں ہمیں لفظی طور پر سمجھنا اور بیان کرنا چاہیئے یہ ہیں ۔

رومیوں ۸ : ۳۵ ۔ ۳۹ ؛ یوحنا ۳ : ۱۶، ۱۸، ۳۶ ؛ افسیوں ۲ : ۸ ۔ ۱۰ ؛ ا۔ یوحنا ۲ : ۱ ۔ ۲، ططس ۳ : ۵ ۔

ج ۔ پانچواں اُصول : خاص خاص باتوں پر غور کریں :

یہ اُصول اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ کچھ خاص سوالات ایسے ہیں جن کا جواب تفسیر کرتے وقت دینا ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر ہمیں یہ ضرور پوچھنا چاہیئے ’’ یہ بات کس نے کہی ؟ ‘‘ ’’ یہ بات کس سے کہی گئی ‘‘ ، ’’ یہ بات کن حالات میں کہی گئی ؟ ‘‘ اور ’’ اس کا تعلق کس سے ہے ‘‘ ؟ ۔

یہ اُصول یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ خدا نے تاریخ میں تین درجات کے لوگوں سے بات کی ہے مثلاً یہودیوں سے ، غیر اقوام سے اور کلیسیا سے (ا ۔ کرنتھیوں ۱۰ : ۳۲) ۔ اِس لئے ہمیں اس بات کا تعین ضرور کرنا چاہیئے کہ کلام کے دیئے گئے حصّہ میں کن لوگوں سے بات کی جارہی ہے تا کہ ہم یہ جان سکیں کہ اس میں سے ہم پر کون سی بات کا اطلاق ہوتا ہے ، کسی وعدہ کا ، عہد کا یا تنبیہ کا ۔

ہم عہدوں کے بارے اپنے آئندہ مطالعہ میں یہ دیکھیں گے کہ کسی عہد کا اطلاق کس پر ہوتا ہے ، یہ بہت ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر ہوسکتا ہے کہ ایک غیر قوم (غیر یہودی نسلیں) گناہ ، بدی اور خداوند کی نافرمانی کے باعث ہٹا دی گئی ہو یا تتر بتر کردی گئی ہو ۔ سامری ، بابلی ، اُسوری اور فارس کی سلطنتیں اُن اقوام (لوگوں) کی مثالیں ہیں جن کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے ۔

خدا نے صرف یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو تتر بتر کرے گا بلکہ یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ اُنہیں ازسرِنو اکٹھا بھی کرے گا۔ کسی اور قوم کے ساتھ ایسے وعدے نہیں کئے گئے۔ اگر ہم اُن وعدوں کو جو خاص طور پر بنی اسرائیل سے کئے گئے تھے دوسری قوموں پر لاگو کریں تو ہم غلطی پر ہوں گے۔

ایک اور مثال ایک قوم، سرزمین اور بنی اسرائیل کے لئے ملک کنعان میں شہریت کا وعدہ ہوگی (پیدائش ۱۲: ۱۔۳، ۱۳: ۱۵) لیکن کلیسیا کے لئے آسمانی شہریت (فلپیوں ۳: ۲۰)۔ قومی معیار اور سرزمین کا وعدہ کلیسیا سے نہیں کیا گیا ہے۔

آخری مثال اسرائیل کے لئے، خدا کے ساتھ اُن کے تعلقات کی بنیاد پر ملنے والی برکات سے ہے (استثنا ۸: ۷۔۱۰) اور اسرائیل کو مبارک کہنے پر غیر اقوام کے لئے برکات سے متصادم ہے (پیدائش ۱۲: ۳)۔ اُن لوگوں کے لئے برکات کا وعدہ نہیں کیا گیا جو کلیسیا کو یا غیر اقوام کو مبارک کہتے ہیں۔

د۔ چھٹا اُصول: ابتدائی پیروں کا مطالعہ کریں:

یہ اُصول اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ابتدائی پیروں کو پڑھنا اسلئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی مضمون کے بارے خدا کے روّیے کا ابتدائی اعلان ہے اور یہ ہماری روحانی زندگی کے لئے ازحد ضروری ہے۔ بائبل مقدس میں بہت دفعہ خدا کسی خاص سچائی سے متعلق اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے مختلف حصّوں کو اکٹھا کرتا ہے اور اُنہیں اِن ابتدائی پیروں میں سے ایک میں رکھتا ہے۔ اسکی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ یسوع مسیح کا جی اُٹھنا۔	ا۔ کرنتھیوں ۱۵ باب
☆ انسان کی زبان۔	یعقوب ۳ باب
☆ اسرائیل کی بحالی۔	رومیوں ۱۱ باب
☆ ایمان کی فتوحات۔	عبرانیوں ۱۱ باب

☆	خدا کا اپنے فرزندوں کو نظم وضبط سکھانا	عبرانیوں ۱۲: ۱۔۱۱ آیات
☆	کلیسیا	افسیوں ۱۔۳ ابواب
☆	ایمان کے وسیلہ راستبازی	رومیوں ۳: ۱۰۔۲۱ آیات
☆	شریعت	خروج ۲۰ باب
☆	خدا کے تمام ہتھیار	افسیوں ۶: ۱۰۔۱۷ آیات
☆	محبت	۱۔کرنتھیوں ۱۳ باب

یہ اُصول ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم بڑے بڑے نکات کا تعین کرنے کے لئے دیے گئے حوالہ سے پہلے کے پیروں کا مطالعہ کریں اور پھر اضافی معلومات کے لئے متعلقہ پیروں کو دیکھیں۔

مثال کے طور پر محبت کی خوبیوں کے بارے بائبل مقدس میں جامع ترین بیان ۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۴۔۸ الف میں پایا جاتا ہے جہاں کم وبیش سولہ (۱۶) خوبیوں کا ذکر ہے جو کہ اتنی پُر معنی ہیں کہ ہم انہی آیات پر باہمی اصلاح کاری وترقی میں ایک ہفتہ بڑی آسانی سے گذار سکتے ہیں۔ان خوبیوں پرغور کریں:

''محبت صابر ہے اور مہربان۔محبت حسد نہیں کرتی۔محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔نازیبا کام نہیں کرتی۔اپنی بہتری نہیں چاہتی۔جھنجھلاتی نہیں۔بدگمانی نہیں کرتی۔بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔سب کچھ سہہ لیتی ہے۔سب کچھ یقین کرتی ہے۔سب باتوں کی اُمید رکھتی ہے۔سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔محبت کو زوال نہیں''۔

جب ہم مرقس ۱۲: ۲۹۔۳۱ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع نے سب سے بڑے حکم کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:

''سُن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے

دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ دوسرا یہ ہے کہ تُو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں"۔

چونکہ دو بڑے احکامات جو محبت کی خوبی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں ہمیں یہ جاننے کے لئے متجسس بناتے ہیں کہ محبت میں کیا کچھ شامل ہوتا ہے۔ پس ہم خدا اور دوسروں کے سامنے اپنا صحیح تجزیہ کر سکتے ہیں، یہ اچھی سوچ ہے۔ محبت کی اہمیت مرقس ۱۲ باب میں پائی جاتی ہے۔ اس کا اظہار ا۔ کرنتھیوں ۱۳ باب میں ہے۔

اگر آپ ا۔ کرنتھیوں ۱۳ باب میں بیان کی گئی "محبت" کے بارے میں اپنے شخصی اطلاق کو پرکھنا چاہیں تو اپنے آپ سے یہ سوال کریں: "کیا میں صابر ہوں؟" کیا میں مہربان ہوں؟" کیا میں حاسد ہوں؟"

اس اُصول کی ایک اور مثال "خداوند کے سب ہتھیار" (افسیوں ۶: ۱۰۔۱۷) کے بیان میں پائی جاتی ہے۔ یہ واحد حوالہ ہے جس میں کسی ایماندار کے تمام روحانی ہتھیاروں کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ بیلٹ یا کمر بند جس سے کوئی شخص "سچائی سے اپنی کمر کو باندھتا ہے" اس کا ذکر یسعیاہ ۱۱: ۵ میں ملتا ہے۔ "بکتر" اور "خود" کا ذکر ا۔ تھسلینکوں ۵: ۸ میں کیا گیا ہے۔ "تلوار" کا کسی ایماندار کے "ہتھیار" کے طور پر ذکر عبرانیوں ۴: ۱۲ میں ملتا ہے۔

ہ۔ ساتواں اُصول: انسانی مرضی کو تسلیم کریں:

یہ اُصول خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کو فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں دی گئی آزادی اور اُس ذمہ داری کو تسلیم کرتا ہے جو اس آزادی کے ساتھ ساتھ چلتی ہے (یوحنا ۳: ۱۸؛ گلتیوں ۶: ۷)۔ انسانی چناؤ کا اُصول ہمیں پیدائش ۲۔۳ ابواب میں آدم اور حوّا کی آزمائش میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ عالم الغیب ہونے کے باعث خدا جانتا تھا کہ وہ **"نیک و بد کی پہچان کے درخت"** کا پھل کھائیں گے لیکن خدا اس ممنوعہ پھل کھانے کا سبب نہیں تھا۔ آدم اور حوّا نے وہ پھل اس لئے کھایا کیونکہ

اُنہوں نے اِسے کھانے کا چناؤ کیا تھا۔اس طرح وہ اپنے فعل کے خود ذمہ دار ٹھہرے اور باغ سے نکال دیئے گئے۔

بہت سے الفاظ اور اصطلاحات ایسی ہیں جو انسان کے چناؤ کی صلاحیت کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں۔ان میں زیادہ قابلِ ذکر الفاظ''یقین کرنا'' اور''ایمان'' ہیں جن کے اصل معنی یونانی زبان میں یہی ہیں۔خدا چونکہ عالم الغیب ہے اِس لئے وہ ہمیشہ سے ہی جانتا ہے کہ کون اُس کے بیٹے یسوع پر ایمان لائے گا اور نجات پائے گا(رومیوں ۸:۲۹؛ ا۔پطرس ا:ا۔۲)۔تاہم اُس کے علمِ سابق نے ایمان لانے کے تقاضے کو ختم نہیں کیا۔

بائبل مقدس میں اُن تمام اچھے اور بُرے فیصلوں کا ذکر موجود ہے جو انسانوں نے کیے۔ یہ بات اُسکی باطنی دیانت داری کی گواہی ہے۔ہم اس اُصول میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے کلام میں انسانوں کے کئے گئے بہت سے فیصلے درج ہیں۔یہ انسانوں کی مرضی سے کئے گئے کام تھے جن کی اجازت خدا نے اپنے منصوبہ کو پورا کرنے کے لئے دی تھی لیکن ان کے کرنے کا حکم اُس نے کبھی نہیں دیا تھا۔کسی شخص کے بُرے کام کا بائبل مقدس میں ذکر ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا نے اُس کام کا حکم دیا تھا۔ یسوع مسیح کو پتہ تھا کہ یہوداہ اُسے پکڑوائے گا اور اور اُس نے اس کام کی بابت اُسے خبردار بھی کیا(متی ۲۶:۲۴)لیکن یہوداہ نے اُسے پکڑوایا اور پھر نتائج بھی بھگتے۔

خدا نے بنی نوع انسان کو چناؤ کی آزادی دی لیکن تمام اوقات میں مکمل طور پر درست چناؤ کی صلاحیت نہیں دی۔اسلئے ہمیں اپنی تفسیر میں بنی نوع انسان کے بُرے اور گناہ آلودہ چناؤ کو ضرور سامنے رکھنا چاہئے۔

و۔آٹھواں اُصول:عہدوں کو یاد رکھیں:

یہ اُصول خدا اور انسان کے مابین ہونے والے معاہدوں (عہدوں) کو تسلیم کرتا ہے۔ کچھ ایسے مشروط عہد ہیں جن کا انحصار انسان کی فرمانبرداری پر ہوتا ہے اور کچھ غیر مشروط عہد بھی ہیں جن کا

پورے کا پورا دارومدار خدا کے کلام کی سچائی پر ہوتا ہے۔

عہود اس لئے ضروری ہیں کیونکہ وہ ہمیں تاریخ کا بنیادی نظریہ مہیا کرتے ہیں کہ خدا اپنے لوگوں سے کس طرح تعلق رکھتا ہے۔ اگر ہم خدا کے عہدوں کو سمجھتے ہیں اور اُن وعدوں کو اجازت دیتے ہیں کہ ہماری راہنمائی کریں تو پھر ہم ان پیروں کی غلط تفسیر سے باز رہیں گے جن میں تضاد یا کشمکش دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل مشکل اور تباہ کن ایام میں نظم وضبط کے پابند رہے ہوں (احبار ۲۶) لیکن وہ خارج نہیں کئے جائیں گے کیونکہ خدا نے اُن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔

نو عہد ایسے ہیں جن کے لئے شخصی مطالعہ درکار ہے۔ ہم صرف اُن کے سرِ ورق کو دیکھیں گے اور ہر عہد کا مختصر بیان کتابِ مقدس میں اُس کے محلِ وقوع کے مطابق پیش کریں گے۔

ا۔ عدنی عہد:

عدنی عہد باغِ عدن میں آدم اور خدا کے مابین باندھا گیا (پیدائش ا۔۲)۔ یہ مشروط عہد تھا اور اسکی بنیاد انسان کی فرمانبرداری پر تھی، اور اس کے ساتھ انسان کے لئے خدا کا وعدہ شامل تھا کہ وہ اسے کامل ماحول (۲:۸)، کامل خوراک، دیکھنے کی تحریک (۲:۹)، کامل موسم (ا:۶۔۷،۳:۸)، مکمل جنس (۲:۲۱۔۲۵) اور خدا کے ساتھ روزانہ رفاقت (ا:۲۶۔۲۷،۳:۸)۔ اس عہد کو ابتدائی طور پر تو انسان نے قبول کرلیا لیکن جب اُس نے خدا کے حکم کے برخلاف ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو عہد شکنی کی۔

عدنی عہد تو اب موثر نہیں رہا البتہ نئی زمین اور نئے آسمان کے آنے والے دور میں انسان کے ساتھ بہت سی برکات بحال کی جائیں گی (مکاشفہ ۲۱۔۲۲)۔ اس لئے ہمیں اس عہد کی تفسیر اُن متنوں کے ساتھ ہرگز نہیں کرنی چاہئے جن کا تعلق بالخصوص باغِ عدن سے نہیں ہے۔ نسلِ انسانی کو وعدہ کی ہوئی تمام برکات خداوند یسوع مسیح سے جدا ہو کے حاصل نہیں ہوں گی۔

۲۔ بشری عہد:

بشری عہد وہ عہد ہے جو خدا اور آدم کے مابین باغ میں تنزلی کے بعد اور باغ سے نکالے جانے سے پہلے باندھا گیا تھا (پیدائش ۳:۱۴۔۱۹)۔ یہ غیر مشروط عہد تھا۔

یہ عہد حقیقی گناہ جسے ''تنزلی'' یا ''گراوٹ'' کے طور پر جانا جاتا ہے کے نتائج کے طور پر معرض وجود میں آیا۔ خدا نے بہکاوے کے آلہ کار پر لعنت کی (پیدائش ۳:۱۴) اور آدم اور سانپ کی نسل کے درمیان عداوت کو تاریخ میں لایا (۳:۱۴۔۱۵)۔ عورت کو بچہ جننے کا درد اور مرد کی تابعداری دی گئی (۳:۱۶)۔ زمین پر لعنت کی گئی (۳:۱۷۔۱۹) کہ وہ خوراک کی پیداوار میں مشکل کا باعث بنے۔ مرد اور عورت پر جسمانی موت مسلط کی گئی (۳:۱۹ کا موازنہ کریں ۲:۱۷) اور دونوں کو باغ کے کامل اور پیدائشی مسکن سے نکال دیا گیا (۳:۱۷۔۱۹)۔

بشری عہد تمام انسانوں کو اُس وقت تک متاثر کرتا رہے گا جب تک خدا شیطان کو آگ کی جھیل میں نہیں ڈال دیتا اور یہ ہزار سالہ بادشاہی کے بعد ہوگا (مکاشفہ ۲۰:۷-۱۰)۔ ہمیں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ آدم کے گناہ کی سزا ساری انسانیت کو بھگتنی پڑی (رومیوں ۵:۱۲۔۱۴)۔

۳۔ نُوحی عہد:

نُوحی عہد جس کا ذکر پیدائش ۸:۲۰۔۹:۱۷ میں ملتا ہے خدا اور نوح کے مابین پانی کے عظیم طوفان کے بعد باندھا گیا تھا۔ یہ عہد غیر مشروط طور پر باندھا گیا اور اس میں طوفان سے پہلے کے لوگوں کی تباہی و بربادی کا ذکر کیا گیا۔ اس عہد میں ایک وعدہ شامل تھا کہ زمین پر پھر کبھی ایسا طوفان نہیں آئے گا جس سے دنیا برباد ہو جائے۔ اس میں خدا کا یہ حکم بھی شامل تھا کہ بارآور ہو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو (۹:۱)، جانوروں کا گوشت بطورِ خوراک کھانے کی اجازت (۹:۲۔۴)، اور آدمی کے خون کے بدلے آدمی کے خون کی سزا کا حکم بھی تھا (۹:۵،۶) اس عہد کے ساتھ خدا کی وفاداری کے نشان کے طور پر قوسِ قزح دی گئی۔

نُوحی عہد پانی کے طوفان سے شروع ہوا اور ہمیشہ تک رہے گا۔اگر چہ مقامی سطح پر چھوٹے چھوٹے سیلاب آ سکتے ہیں جو جان و مال کے نقصان کا باعث بنیں لیکن کوئی ایسا بڑا طوفان نہیں آئے گا جو پوری کائنات کی تباہی کا موجب بنے۔ جانوروں کا گوشت کھانے کی آزادی بھی دی گئی، اس لئے ہمیں ایسے پیروں کی تفسیر نہیں کرنی چاہئے جن میں صرف اور صرف سبزیاں کھانے کا ذکر ہو (دانی ایل 1 باب)۔ایسے پیروں کو ہمیں تمام نسلِ انسانی کے لئے بطورِ معیار بیان نہیں کرنا چاہئے۔اس عہد کا آخری حصہ خون کے بدلے سزا کا ذکر کرتا ہے اور یہ آج بھی خدا کی مرضی ہے۔

۴۔ابرہامی عہد:

ابرہامی عہد کے بنیادی وعدے پیدائش ۱۲:۱۔۳ میں پائے جاتے ہیں جبکہ اس میں مزید اضافے اور اسکی تشریحات بعد میں دی گئی ہیں۔ یہ عہد ابرہام سے باندھا گیا اور جب تک اُس نے خداوند کے تقاضوں کو پورا نہ کیا یہ اُس سے مشروط رہا، اس کے بعد اِس عہد کا دائرہ اُس کی نسلوں تک غیر مشروط طور پر وسیع کر دیا گیا۔

ابرہام کے ساتھ کئے گئے عہد میں شخصی برکت، نا قابلِ شمار نسلوں کی برکت، حقیقی ملکیت کی برکت، ایک شہر کی برکت، قومی شہریت کی برکت، رفاقتی برکت، محافظت کی برکت اور مسیح کی نسل کی برکت کے وعدے شامل ہیں (پیدائش ۱۷:۱۔۸)۔

ابرہامی عہد کا آغاز ابرہام کے ساتھ وعدہ سے ہوا۔ مسیح کی نسل کا وعدہ یسوع مسیح کی پہلی آمد پر پورا ہوا (گلتیوں ۳:۱۶)۔عہد کے ساتھ منسلک مادی برکات کا وعدہ تاریخ میں متعدد موقعوں پر پورا ہوا ہے لیکن یہ وعدہ اپنے حتمی عروج پر آنے والی ہزار سالہ بادشاہت میں پہنچے گا۔اس عہد کی تقسیم ابرہام کے ساتھ وعدہ سے لے کر ہزار سالہ بادشاہت تک محیط ہے۔

خدا کے کلام میں پائے جانے والے خصوصی ابہامی پیرے کے مفہوم کو بھی فوری طور پر سمجھا جا سکتا ہے اگر کوئی اس پیرے پر ابرہامی عہد کا اطلاق کرے۔ یہ پیرا متی کی انجیل ۱۱:۲۰۔۲۴ میں پایا جاتا

ہے اور جس میں لکھا ہے ؛

’’وہ اُس وقت اُن شہروں کو ملامت کرنے لگا جن میں اُسکے معجزے ظاہر ہوئے تھے کیونکہ اُنہوں نے توبہ نہ کی تھی کہ۔اے خرازین تجھ پر افسوس! اے بیت صیدا تجھ پر افسوس! کیونکہ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر صُور اور صیدا میں ہوتے تو وہ ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے۔مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ عدالت کے دن صُور اور صیدا کا حال تمہارے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا۔اور اے کفرنحوم کیا تو آسمان تک بلند کیا جائے گا؟ تُو تو عالمِ ارواح میں اُتریگا کیونکہ جو معجزے تجھ میں ظاہر ہوئے اگر سدُوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا۔مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ عدالت کے دن سدُوم کے علاقہ کا حال تیرے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا‘‘۔

فضل کے وسیلہ، ابرہامی عہد کے وعدوں کے سبب اسرائیل کو توبہ کے لئے کچھ اضافی وقت دیا جاتا رہا ہے۔اگر اسرائیل توبہ نہیں کرتا تو تادیب کی جائے گی لیکن قوم کو تباہ و برباد اور تاریخ سے مٹایا نہیں جائیگا۔

۵۔مؤسوی عہد:

شریعت کا موسوی عہد کوہِ سینا پر موسیٰ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔اس کا ذکر خروج ۲۰ باب اور احبار، گنتی اور استثنا کے کئی دوسرے پیروں میں پایا جاتا ہے۔یہ عہد مشروط ہے اور فرمانبرداری پر مبنی ہے۔اسکی فرمانبرداری کرنے والوں کو مبارک کہا گیا اور نافرمانی کرنے والوں پر لعنت کی گئی (احبار ۲۶ باب)۔

موسوی عہد کا ابتدائی مقصد نجات دہندہ کی ضرورت کو ظاہر کرنا تھا (گلتیوں ۳:۲۴۔۲۵)۔اس عہد نے خدا کی اخلاقی شریعت کو واضح طور پر پیش کیا۔یہ عہد اسرائیل کو اس لئے بھی دیا گیا تا کہ وہ لاویوں کی کہانت اور خیمہء اجتماع کے لئے راہنمائی حاصل کر سکیں۔

یسوع مسیح نے آ کر شریعت پر پورے طور پر عمل پیرا ہو کر اس عہد کی تکمیل کی (متی ۵:۱۷)۔ یہ عہد صرف اسرائیل کے دور کے لئے ہے جس میں موسوی شریعت دیئے جانے کے ابتدائی وقت سے لے کر (خروج ۲۰ باب) پنتکُست کے دِن (جب کلیسیا کا آغاز ہوا) تک کا وقت شامل ہے۔ اس میں وہ وقت بھی شامل ہو گا جو ''مصیبت'' کا وقت کہلاتا ہے جو انسانی تاریخ کے وہ سات سال ہیں جو کلیسیا کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ہوں گے۔

ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ پُرانے عہد نامہ میں بہت سے پیرے ایسے پائے جاتے ہیں جو صرف اُسی وقت کے لئے تھے جو موسوی شریعت کے تحت گذارا تھا۔ مثال کے طور پر بہت سے جانوروں کو ''ناپاک'' قرار دیا گیا ہے اور کھانے سے منع کیا گیا ہے (احبار ۱۱ باب)۔ اس کا اطلاق آج ہم پر نہیں ہوتا کیونکہ یسوع نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ تمام کھانے ''پاک'' ہیں (مرقس ۷:۱۴۔۱۸)۔

۶۔ داؤدی عہد:

داؤدی عہد داؤد کے ساتھ باندھا گیا تھا اور اس کا ذکر ۲۔سیموئیل ۷:۸۔۱۹ اور زبور ۸۹ میں ملتا ہے۔ یہ ایک غیر مشروط عہد ہے جس نے داؤد کے گھرانے میں قومی حکمرانی کو قائم کیا اور اُس ''عظیم تر بیٹے'' کا وعدہ کیا جو ابد تک قوموں پر حکمرانی کرے گا۔

داؤدی عہد اُس وقت موثر ہوا جب اُسے داؤد سے اُسکی بادشاہت کے دوران باندھا گیا۔ عہد کا ایک حصّہ ''عظیم تر بیٹے''، یعنی یسوع مسیح کی پہلی آمد کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا (لوقا ۱:۳۲)۔ اس کے نتائج ہمیشہ ہمیشہ تک رہیں گے۔

ایک وقت ایسا تھا جب داؤد کی بادشاہت ایک آٹھ سالہ بادشاہ یوسیاہ کے ہاتھوں میں تھی (۲۔سلاطین ۲۲:۱)۔ اُس وقت کے دوران کا ایک یہودی ابھی بھی خدا کے وعدہ پر مبنی اُمید کی بنیاد حاصل کر سکتا تھا۔ بذاتِ خود یسوع نے بھی اس عہد کی تکمیل میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد آسمان اور

زمین کا کل اختیار حاصل کیا (متی ۲۸: ۱۸)۔ایک ایماندار آج بھی یہ جان کر تسلی پا سکتا ہے کہ یسوع آسمانی تخت پر ہے (عبرانیوں ۸:۱) اور وہ ایک دن اس زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے واپس آئے گا (متی ۲۵:۳۱)۔

۷۔ فلسطینی عہد:

فلسطینی عہد ابرہامی عہد کا تسلسل ہے۔ یہ مشروط عہد نافرمانی کے باعث یہودی لوگوں کے تتر بتر ہونے کا وعدہ کرتا ہے لیکن پھر توبہ کے بعد وہ اپنی سرزمین میں دوبارہ اکٹھے ہوں گے (استثنا ۳۰:۱۔۱۰)۔

یہ عہد اسرائیل کے دور کا ہے اور اُس وقت پایہ تکمیل کو پہنچے گا جب دوسری آمد کے موقع پر (متی ۲۴:۳۱، مرقس ۱۳: ۲۷) یہودی فوق الفطرت طریقہ سے دوبارہ جمع ہوں گے اور ابرہام سے وعدہ کی گئی سرزمین دریائے مصر سے لے کر فرات تک قائم ہوگی (پیدائش ۱۵:۱۸)۔عہد کو آگے پہنچانے سے مُفسر کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اسرائیل کا اپنی سرزمین سے تتر بتر ہونا محض عارضی باتیں ہیں۔

۸۔اسرائیل کے ساتھ نیا عہد:

یرمیاہ ۳۱:۳۱۔۳۴ میں اسرائیلی گھرانے کے ساتھ ایک نیا عہد باندھا گیا اور عبرانیوں ۸: ۸۔۱۲ میں اِسے بار بار دہرایا گیا۔اس عہد کی بنیاد یسوع مسیح کا خون ہے (عبرانیوں ۹:۱۱۔۱۴) اور نئے سرے سے پیدا ہونے والے یہودیوں کے لئے غیر مشروط ہے۔

وہ عہد جس میں روح القدس کی عالمگیر سکونت اور عظیم مادی دولت کے وعدے شامل ہیں (یرمیاہ ۳۲:۴۱؛ یسعیاہ ۶۱: ۸) ہزار سالہ بادشاہت میں پورے کئے جائیں گے۔کتابِ مقدس کا مطالعہ کرتے وقت یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس عہد میں جو وعدے خدا نے کئے ہیں یہ صرف ایمان لانے والے یہودیوں کے لئے ہیں۔ یہودی لوگ محض یہودی نسل ہونے کے باعث اس

عہد سے برکت نہیں پائیں گے۔

۹۔کلیسیا کے ساتھ نیا عہد:

کلیسیا کے ساتھ بھی ایک نیا عہد باندھا گیا (متی ۲۶:۲۶۔۲۸)۔ یہ عہد یسوع مسیح پر ایمان رکھنے والوں کے لئے ،جن کی بنیاد صلیب پر ہے (عبرانیوں ۹:۱۱۔۱۴) اور خداوند کی میز۔ پاک عشاء کی یادگاری کرنے والوں (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۵) کے لئے ایک غیر مشروط عہد ہے۔ یہ عہد ایمانداروں کی عالمگیر اور شاہی کہانت قائم کرتا ہے (عبرانیوں ۹:۱۱) اور ایسے وعدہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً یہاں اورابدیت میں بھی پورے ہوں گے۔یسوع مسیح اس عہد کا درمیانی بن گیا (عبرانیوں ۹:۱۵)۔

اس عہد کا آغاز پنتکُست کے دِن کلیسیا قائم ہونے سے ہوا (اعمال ۲) اور ہمیشہ تک رہے گا۔طالب علموں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس عہد کے تحت حاصل کردہ برکات ہمیشہ تک جاری رہیں گی اور یہ چھِن نہیں سکتیں۔پس کلیسیا کے دور کے ایماندار کے پاس یہ مکمل تحفظ ہے کہ چاہے زندگی میں کتنی ہی مشکلات ہوں،خداوند نے اُسے چھوڑا نہیں اور نہ ہی کبھی چھوڑے گا (متی ۲۸:۱۸۔۲۰)۔

تیسرا قانون

تیسرا قانون: کلام کے ایک حصّہ کا دوسرے حصّہ سے موازنہ کرتے ہوئے دانشمند بننے کی کوشش کریں:

تیسرا قانون اُس دانش کی تلاش ہے جو خدا کے کلام کے درست فہم اور اطلاق سے حاصل ہوتی ہے۔ضرور ہے کہ ہم اس بات کو محسوس اور ایمان سے قبول کریں کہ خدا کے ہاں کوئی ابہام نہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۳)، پس فہم کی کمی ہمارے اندر ہے۔خدا نے بائبل میں تشبہات اور مُعمے ہمیں دانائی سکھانے کے لئے رکھے ہیں (امثال ۱:۲۔۶)۔

تفسیر میں زیادہ تر اختلافات کلام کے ایک حصّہ کا دوسرے کے ساتھ ٹھیک طریقہ سے موازنہ نہ کرنے کے باعث ہوتے ہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ ایک مُفسر کسی پیرے پر ٹھیک طریقہ سے توجہ نہ دے یا اس بات کو سمجھنے میں ناکام رہے کہ جس پیرے سے وہ واقف ہے اُسے کس طرح دوسرے پیرے سے ملائے۔ یہ بات اُن لوگوں کے لئے دانشمندانہ ہے جو اپنی شخصی فروتنی کی طرف توجہ دیتے ہوئے خدا کے کلام کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی آیت یا لفظ کو چھوڑ جاتے یا اُن پر غور نہیں کرتے وہ یہ دیکھیں گے کہ اِس سے کسی شخص کے کلام کو سمجھنے میں قابلِ ذکر اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔

چھ ایسے اُصول ہیں جو اس قانون کے استعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسے اختلافات پر غور کرنا چاہئے جو خدا اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ہم ایسے متن پر غور کرنے سے کرتے ہیں۔ تقابلی تفسیر اُس بانٹ یا تقسیم جس کا حوالہ آیات دیتی ہیں اور اس احتیاط پر جو کسی بھی شخص کو نبوتی پیروں کے ساتھ برتنی چاہئے، غور کرتے ہوئے کلام کی قائم کردہ الٰہی ہم آہنگی کی تلاش کرنی ہے۔

الف۔ نواں اُصول: دونوں حصّوں میں فرق باتوں کو تلاش کریں:

یہ اُصول ہمیں اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ ہم ان اختلافات یا فرق باتوں پر غور کریں جہاں خدا اُنہیں رکھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمیں بائبل کے اختلافات کو ایمان اور اعمال، نجات اور گناہ، شریعت اور فضل اور بہت سے دیگر تصورات کے مابین تسلیم کرنا ہے، یہی ہمارے سامنے ایک چیلنج ہے۔

اختلافات کو محسوس کرنے کی ایک مثال کو ایمان اور اعمال سے متعلق ہمارے مطالعہ میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔ افسیوں ۲: ۸۔۱۰ میں ہمیں بتایا گیا ہے:

"کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔ کیونکہ ہم اُسی کی کاریگری ہیں

اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا"۔

یہ بات بڑی واضح ہے کہ نجات ایمان کے وسیلہ سے ہے، اعمال کے وسیلہ سے نہیں۔ تو بھی اعمال کی اہمیت سے انکار نہیں کیا گیا۔ اعمال نجات کے لئے نہیں لیکن مسیحی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ ایمان اپنے آپ میں کوئی معیار نہیں رکھتا کیونکہ سارے کا سارا معیار ایمان کے عنصر میں پایا جاتا ہے۔ کسی شخص کے لئے ایمان پر ایمان رکھنا دراصل اپنے آپ پر بھروسہ رکھنا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم سب گنہگار ہیں، پس اپنے آپ پر بھروسہ رکھنا درحقیقت کوئی دانشمندانہ چناؤ نہیں ہے (رومیوں۳:۲۳)۔

اگر کسی بھاری بھرکم وجود کے کسی بالغ شخص کو کسی بڑے شگاف کے اُوپر پہاڑ کی ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک جھول کر جانا ہو اور اُس کے ہاتھ میں ایک کمزور سی رسّی جس کا ایک سِرا ایک چھوٹی سی شاخ کے ساتھ بندھا ہو، تھما دیا جائے تو اس پر بھروسہ کرنا مشکل ہوگا کیونکہ اُس رسّی میں خاطر خواہ مضبوطی نہیں ہوگی۔ تاہم اگر ایک مضبوط رسہ کسی بڑی سی شاخ سے باندھ دیا جائے تو اس پر بھروسہ کرنا نسبتاً آسان ہوگا کیونکہ اُس میں خاطر خواہ مضبوطی ہوگی۔

یسوع مسیح جو ہمارے گناہ اپنے بدن پر لئے صلیب پر چڑھ گیا اور مُردوں میں جی اُٹھا وہ اپنے اندر ہمارے ایمان کا مرکز ہونے کے لئے کسی بھی دوسری چیز سے بڑھ کر خوبی رکھتا ہے۔

اعمال میں وہ کام شامل ہوتے ہیں جو اپنی دانست میں بہت ہی اچھے ہوتے ہیں مثلاً غریبوں کی مدد کرنا (گلتیوں۲:۱۰) لیکن ہمارے نیک اعمال بھی ہمارے لئے نجات کا باعث نہیں بنیں گے (ططس۳:۵)۔ خدا نے کام اس لئے بنائے ہیں تا کہ وہ خداوند یسوع مسیح پر ہمارے ایمان کا مظہر ہوں۔ درحقیقت ہم اُن کاموں کا بیان کریں گے جو ہم نے یسوع مسیح کے نام پر کئے ہیں اور ہمیں ان کاموں کے مطابق اجر بھی ملے گا (۲۔کرنتھیوں۵:۱۰)۔ کام اُس بڑے کام کی شکرگزاری کے عوض میں کئے جانے چاہئیں جو خداوند نے ہمارے لئے کئے ہیں۔ کام ایسے روّیے کے ساتھ

نہیں کئے جانے چاہئیں کہ جیسے ان کے عوض میں ہمیں کوئی ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔

ایک اور فرق جسے ہوسکتا ہے ہم زیرِ غور لائیں وہ کسی ایماندار کی نجات کی ضمانت اور اُسکی زندگی میں گناہ کی حقیقت کے مابین فرق ہے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ خداوند نے ہمارے لئے سب سے بڑا کام کیا جب اُس نے ہماری نجات کے لئے اپنی جان دی اور وہ بھی اُس وقت جب ہم اُس کے دشمن تھے۔ کیا اب وہ اس سے کم محبت کرے گا جبکہ ہم اُسکے خاندان کے رکن ہیں (رومیوں ۵:۶۔۱۰)؟

بائبل اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ایماندار نجات پانے کے بعد بھی گناہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں:

''اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپکو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔ اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اُسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اُس کا کلام ہم میں نہیں ہے''۔ (ا۔یوحنا ا:۸۔۱۰)۔

یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ اس پیرے کا تعلق ایمانداروں سے ہے۔ ہمیں نئے عہد نامہ میں ایمانداروں کے گناہ کی طرف رحجان کے خلاف تنبیہ کو پانے کے لئے زیادہ دُور جا کر نہیں پڑھنا پڑتا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم گناہ میں شریک ہوتے ہیں تو کیا بطورِ ایماندار ہم اپنی نجات کھو دیتے ہیں یا نہیں؟

رومیوں کے خط اور بائبل کی دیگر کئی کتب میں نجات کی تصدیق بطورِ ابدی حقیقت کے کی گئی ہے۔ پولس نے فرمایا:

''پس اب جو یسوع مسیح میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا'' (رومیوں ۸:ا۔۲)۔ کرنتھس کی کلیسیا گناہوں کی کثرت میں بُری طرح سے گرفتار ہوگئی۔ پولس نے اُنہیں ''جسمانی'' کہا

(۱۔کرنتھیوں۳:۱۔۲) لیکن کبھی ''غیر نجات یافتہ'' نہیں کہا۔ وہ تو اُنہیں ایسی ''کلیسیا'' گردانتا ہے جو ''مقدسین'' سے مل کر بنتی ہے (۱۔کرنتھیوں۱:۲)۔

یہ بات واضح ہے کہ مسیحی گناہ آلودہ طرزِ زندگی میں گر سکتے ہیں۔ اتنی ہی واضح بات ہے کہ ہماری نجات چھن نہیں سکتی: **''اگر ہم بے وفا ہو جائیں گے تو بھی وہ وفادار رہتا ہے''** (۲۔تیمتھیس۲:۱۳)۔

کسی مسیحی کا گناہ آلودہ طرزِ زندگی یقیناً نتائج کے بغیر نہیں ہے۔ یہ صلہ سے نقصان کی طرف لے جاتا ہے: **''اگر ہم اُس کا انکار کریں گے تو وہ بھی ہمارا انکار کرے گا''** (۲۔تیمتھیس۲:۱۲)۔ اس سے پہلے کا متن اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اگر ہم اُس کا انکار کریں گے تو اُس کے ساتھ بادشاہی نہیں کریں گے۔

ان دو مثالوں سے ہم اُن اختلافات کو دیکھنا شروع کر سکتے ہیں جو خدا نے اپنے کلام میں رکھے ہیں۔ ان اختلافات کو دریافت کرنے اور اُن سے منسلک متعدد تصورات کے مابین تعلق کو سمجھنے میں ہماری ساری زندگی گزر جائیگی۔

ب۔ دسواں اُصول: متن پر غور کریں:

اس اُصول کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ بائبل میں موجود ہر ایک لفظ، جملہ یا آیت پہلے اور بعد میں اپنے اندر معلومات رکھتے ہیں (انتہائی پہلے اور انتہائی آخری لفظ، جملہ یا آیت کے علاوہ)۔ یہ اُصول ہر لفظ اور آیت کے جسمانی مقام اور دوسرے الفاظ اور آیات کے ساتھ ان کے تعلق کی طرف بڑی احتیاط سے توجہ دیتا ہے۔

خدا کسی مضمون پر یا تو نزدیکی پیروں کے ذریعے جو اُس حصّہ کے مرکزی خیال کا تعین کرتے ہیں روشنی ڈالتا ہے یا اُن پیروں کے ذریعے وضاحت کرتا ہے جو اُسی مضمون سے متعلق بائبل کے کسی دوسرے حصّہ میں پائے جاتے ہیں۔

ہمیں کسی بھی آیت کو اُس کے سیاق و سباق سے نکال کر کوئی خارجی معنی کبھی بھی نہیں دینے

چاہئیں۔ آیات کو اُن کے ماحول سے نکال کر استعمال کرنا شخصی خیالات کو ثابت کرنے اور شخصی منشور کو آگے بڑھانے کی کوشش کا ایک فریب دینے والا طریقہ ہے۔ یہ غلط مشق مجازی قصہ کی ایک شکل ہے جس پر ہم نے پہلے گفتگو کی تھی۔

سیاق وسباق کے حوالہ سے کی گئی تفسیر کا بنیادی طور پر مطلب یہ ہوتا ہے کہ قارئین اس بات کا تعین کریں کہ مخاطب کون ہے، مخاطبین کون ہیں، پیرے کا مرکزی خیال کیا ہے اور اس تعلیم کا اطلاق کس وقت اور مقام پر ہوتا ہے۔

کلام کے ہر حصّہ / پیرا پر غور کرنے کے لئے تین قسم کے سیاق وسباق ہوتے ہیں۔

۱۔ قریبی سیاق وسباق:

قریبی سیاق وسباق میں وہ آیات شامل ہوتی ہیں جو اُسی پیرے میں موجود ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر گلتیوں ۵:۱ کا حوالہ ہمیں بتاتا ہے **"مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے پس قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جُتو"**۔ ہوسکتا ہے کہ "غلامی" کی اصطلاح کی طرف ہمارا رجحان یہ ہو کہ ہم اس کا اطلاق کسی خاص معاشرہ میں کسی خاص جگہ اور وقت پر کرتے ہوں کیونکہ "غلامی" سے مُراد اکثر کسی شخص یا سیاسی تسلط کی ملکیت یا کنٹرول میں جسمانی طور پر اپنا لیا جاتا ہے۔ سیاق وسباق میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس آیت کا اشارہ ایسی غلامی کی طرف ہے جو کہ روحانی ہے۔ پیرے کا رُخ اُن لوگوں کی طرف ہے جو شرعی رسموں (خاص کر ختنہ) کی غلامی میں ہیں اور "آزاد" نہیں کہ وہ "محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کریں" (گلتیوں ۵:۱۳)۔

۲۔ وسطی / درمیانی سیاق وسباق:

وسطی یا درمیانی سیاق وسباق میں وہ آیات شامل ہیں جو اُسی کتاب میں پائی جاتی ہوں۔ اسکی مثال متی ۲۴:۴۰ میں پائی جاتی ہے جہاں لکھا ہے **"اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے؛ ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا"**۔ سیاق وسباق کا تعلق "آخری ایام" کے مضمون سے ہے۔

سوال یہ ہے کہ کون لے لیا جائے گا اور کون چھوڑ دیا جائے گا ؟ کیا کلیسیا کے اُٹھائے جانے کے وقت راستباز لے لئے جائیں گے اور شریر چھوڑ دیے جائیں گے، یا کیا مسیح کی دوسری آمد کے وقت جب وہ ہزار سالہ بادشاہت قائم کرے گا شریر لے لئے جائیں گے اور راستباز چھوڑ دیے جائیں گے؟ قریبی سیاق وسباق اس کا جواب نہیں دیتا۔

تاہم متی ۱۳: ۴۹ اس کا جواب دیتی ہے۔ یہ پیرا جو کہ ''آخری ایام'' ہی کا ذکر کرتا ہے اس میں ہمیں بتایا گیا ہے **''شریر راستبازوں سے جدا کئے جائیں گے''**۔ پس وسطی یا درمیانی سیاق وسباق نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ کون لے لئے جائیں گے اور کون چھوڑ دیے جائیں گے۔ یہ پیرا دوسری آمد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یہ درمیانی سیاق وسباق ہمیں کسی کتاب کو آیت بہ آیت مطالعہ کرنے کی اہمیت کی بابت آگاہ کرتا ہے تا کہ ہم سیاق وسباق کو سمجھ سکیں اور اس کا تسلسل برقرار رکھ سکیں۔ اگر طالب علم متی ۲۴ باب پہلے پڑھ لے تو اُوپر دیے گئے سوال کا جواب تلاش کرنا مشکل ہوگا۔ لیکن اگر ہم نے ۲۴ باب تک متی کی انجیل پڑھی ہوتی تو جواب پہلے ہی دے دیا گیا ہوتا۔

۳۔ بعید سیاق وسباق:

بعید سیاق وسباق خدا کے کلام کے داخلی تسلسل کو تسلیم کرتا ہے۔ اس میں تمام بائبل میں پائے جانے والے وہ تمام پیرے شامل ہوتے ہیں جو زیرِ غور خاص پیرے سے متعلق ہوں۔

بعید سیاق وسباق کا مطالعہ اس بات کو مدِنظر رکھتا ہے کہ زیرِ نظر پیرے کو بائبل کے دور افتادہ حصّوں کی مدد سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی منتخب لفظ جیسے ''فضل''، ''ایمان'' یا ''محبت'' کو کلید الکتاب میں دی گئی حروفِ تہجی کی ترتیب اور فہرست کی مدد سے بائبل میں دیگر جگہوں پر موجود ایسے پیروں سے ملایا جا سکتا ہے جن میں اِنہی الفاظ کا ذکر موجود ہو۔ کلید الکتاب وہ کتاب ہے جس میں ہر لفظ / آیت کی الگ الگ فہرستیں ہوتی ہیں جن میں متذکرہ لفظ تلاش کیا جا سکتا

ہے۔ایک جامع لُغت (کلیدالکتاب) ہراُس آیت کوفہرست میں شامل کرے گی جس میں وہ لفظ موجود ہوگا۔اس طرح کی ممدومعاون تحقیقی کتب کے بارے مزید معلومات اس کتاب میں بعد میں دی جائیں گی۔

بعض اوقات یہ ضروری ہوتا ہے کہ بعید سیاق وسباق کوزیادہ ترقی یافتہ اُصولوں مثلاً نبوت کی تفسیر یا ''اقسام''اور''علامات'' کی تفہیم کے لئے دوسرے حصّوں سے ملا کرسمجھا جائے۔مثال کے طور پر خیمہ اجتماع کے پردے کوجو پاک مقام اور پاکترین مقام کوجدا کرتا تھا(خروج ۲۶:۳۱۔۳۵)اسکی تفسیر عبرانیوں ۱۰:۲۰ میں اسطرح کی گئی ہے کہ یہ خداوندیسوع مسیح کے جسم کی نمائندگی کرتا تھا۔

اگرہم اس تلاش میں ہیں کہ **''حق کے کلام کودُرستی سے عمل میں لائیں''** (۲۔تیمتھیس ۲:۱۵) تو اس کے لئے یہ ازحد ضروری ہے کہ ہم سیاق وسباق کے حوالہ سے تفسیر کریں۔جب ہم ''تعلیمی'' بیانات دیں تو ہمیں اُنہیں کلام میں سے ثابت کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے تا کہ ہم یہ دکھا سکیں کہ بائبل اپنی قریبی / درمیانی اور بعید سیاق وسباق کی اصطلاحات میں ہم آہنگ ہے۔اگر ہمارے عقائد تمام کلام کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہوتے تو پھر مطالعہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی ''تعلیم'' قابلِ سوال / قابلِ اعتراض ہوگی۔

ج۔گیارہواں اصول: تقابلی طور پر تفسیر کریں:

تقابلی تفسیر کا یہ اُصول خدا کے کلام کے داخلی تسلسل پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور نفسِ مضمون میں ایک جیسی چیزوں کا تجزیہ کرنے کے لئے کلام کے ایک حصّہ کے دوسرے حصّہ کے ساتھ موازنہ کرنے کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے تا کہ ہم درست مفہوم کی طرف آسکیں۔

ایک دوسرے سے ملتے جُلتے مضامین مثلاً فضل اور رحم کا آپس میں موازنہ کرنا ضروری ہے،اسی طرح ایک دوسرے کے متضاد مضامین کا موازنہ بھی ضروری ہے جیسے خدا اور شیطان ۔ جب ہم بعید سیاق وسباق میں مضامین کے مترادفات اور تضادات کا موازنہ کرتے ہیں تو ہم ایک ایسی

تصویر کو اکٹھا کرتے ہیں جو ٹکڑوں میں تقسیم کر دی گئی ہو اور بعض اوقات تو بہت سے ٹکڑوں میں بانٹ دی گئی ہو۔ علمِ الٰہیات انہی ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے تشکیل دیا جاتا ہے۔

نا صرف نو وارد (۱۔ تیمتھیس ۳:۶) بلکہ کہنہ مشق مفسر کے لئے بھی علم الٰہیات کی تشکیل میں محتاط ہونا از حد ضروری ہے (امثال ۳:۵۔۶)، اُسے اس بات کو محسوس کرنا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کلام پاک میں موجود ۳۱ ہزار سے زائد اہم آیات نظر انداز کر دی جائیں۔ مواد کی موجودہ جلد کو جسے ہم سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں ہمیں غلطی کے احتمال سے آگاہ رہنا چاہئے اور اِس طرح ہمیں اپنے آپ کو عاجز بنانا چاہئے۔

جب ہم کتابِ مقدس کے حصّوں کا آپس میں موازنہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دیا گیا علم الٰہیات کس معاملہ / مضمون میں بائبل کے بہت سے حصّوں میں زیرِ غور لایا گیا ہے۔ اِس کی ایک مثال ''ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرایا جانا ہے'' (پیدائش ۱۵:۶؛ رومیوں ۳۔۴)۔ جب ہم اس کے متضاد یعقوب ۲:۱۴۔۲۶ میں پائے جانے والے پیرے کو دیکھتے ہیں جو اعمال کے ذریعہ راستباز ٹھہرائے جانے کی بابت بیان کرتا ہے تو ایسے میں ضروری ہے کہ ہم دونوں پیروں پر غور کریں۔ جب ہم ان دونوں پیروں کو باہم ملا کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اِس بات کی سمجھ آتی ہے کہ '' اعمال'' ایمان کی اُس نشوونما کی طرح جس کا نتیجہ نجات کی صورت میں برآمد ہوتا ہے، خدا کے منصوبہ میں اہم اور ضروری ہیں لیکن ''اعمال'' نجات حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہیں۔ اِس اُصول کی بابت تعلیم ہمیں افسیوں ۲:۸۔۱۰ میں بھی ملتی ہے۔ ہم کو **''ایمان کے وسیلہ فضل ہی سے نجات ملتی ہے''** اور ہم **''نیک اعمال کیلئے''** پیدا کئے گئے ہیں۔

یہی اُصول ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم قابلِ اعتراض پیروں یا حوالوں پر الٰہیات یا عقیدہ بنانے سے خبردار رہیں۔ مثال کے طور پر مرقس ۱۶:۹ سے کتاب کے آخر تک کا یونانی متن بہت غیر یقینی ہے۔ کچھ لوگوں نے ان پیروں کی بنیاد پر عقیدہ بنایا ہے جس کا نتیجہ غلط الٰہیات کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔

کتابِ مقدس کے ایک حصّہ کا دوسرے حصّہ سے موازنہ کرنے کی ایک اور مثال ''بھید'' یا ''راز'' کی پہچان میں دیکھی جا سکتی ہے جس کا ذکر نئے عہد نامہ میں بہت دفعہ کیا گیا ہے۔ اگر ہم افسیوں ۳ باب پڑھ رہے ہوتے اور ہم پڑھتے پڑھتے لفظ ''بھید'' تک آتے تو ہم اس سوال ''بھید کیا ہے؟'' کا جواب دینے کی کوشش کرتے۔ ہمارا جواب بہرحال کلسیوں ۱: ۲۵۔۲۷ میں پایا جاتا ہے، جہاں لکھا ہے:

''جسکا میں خدا کے اُس انتظام کے مطابق خادم بنا جو تمہارے واسطے میرے سپرد ہوا تا کہ میں خدا کے کلام کی پوری پوری منادی کروں۔ یعنی اُس بھید کی جو تمام زمانوں اور پشتوں سے پوشیدہ رہا لیکن اب اُسکے اُن مُقدسوں پر ظاہر ہوا۔ جن پر خدا نے ظاہر کرنا چاہا کہ غیر قوموں میں اُس بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے''۔

''بھید'' کو کلام نے مسیح کے ساتھ ایک نئے رشتہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ رشتہ نئے دور کے لئے ہے جو کہ کلیسیا کے دور کے طور پر جانا جاتا ہے۔

د۔ بارھواں اصول: ہم آہنگی کی تلاش کریں:

یہ اُصول خدا کی سچائی اور وفاداری کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ابتری کا بانی نہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۳)۔ دوسرے لفظوں میں بائبل مقدس میں کوئی حقیقی تضادات نہیں۔ بائبل مقدس کو زندہ خدا نے یکجا کیا، باہم ملا کر تشکیل دیا اور تحریک دی ہے، پس اس کے تمام حصّوں میں تسلسل ہے۔

کتاب مقدس کی تفسیروں پر اختلافات انسانی ذہن کی پیداوار ہیں، یہ اختلافات الٰہی نہیں۔ بہت سے لوگ اپنے جذباتی تحفظ کی بنیاد کلامِ مقدس کے بارے اپنی شخصی سمجھ کو بناتے ہیں، حالانکہ کتابِ مقدس ہمیں ایسا کرنے سے خبردار کرتی ہے (یوحنا ۵: ۳۷؛ امثال ۳: ۵۔۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۷)۔ بائبل مقدس میں موجود کچھ باتوں کو واضح طور پر یا مکمل طور پر اُس وقت تک نہیں جان سکیں گے جب تک ہم اپنے خداوند کے روبرو نہیں جاتے (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۲)۔ پس ہمارے لئے یہی

درست ہے کہ ہم ایمان سے چلتے جائیں (عبرانیوں ۱۱:۶؛ کلسیوں ۲:۶)، خدا پر بھروسہ رکھیں کہ وہ ہمارے آسمانی گھر کی طرف ہماری راہنمائی کرے۔

جب ہم یہ سمجھ جاتے ہیں کہ کس طرح دو متضاد نظر آنے والی آیات دراصل ایک دوسری کی تکمیل کرتی ہیں تو ہم حکمت حاصل کرتے ہیں۔ ہمیں امثال کی کتاب کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ جب ہم مشکل بیانات اور معموں کو سمجھنا سیکھتے ہیں تو ہم عقلمند بنتے ہیں (امثال ۱:۲-۶)۔ اس کے لئے بڑا گہرا مطالعہ درکار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں، ایمان اور اعمال کے تعلق کو ٹھیک طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں یعقوب ۲ باب اور رومیوں ۳-۴ ابواب پر اکٹھے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

دو پیروں کے آپسی تعلق کو دیکھتے وقت ہمیں وقت اور مقام کی طرف اشارہ کرنے والی باتوں سے آگاہ ہونا چاہئے اور ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ممکن ہے ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کی تفصیل یہاں درج نہ ہو یا ہوسکتا ہے کہ ترجمہ میں کوئی مشکل موجود ہو۔ اس بات سے قطع نظر ہمیں یہ چیز ضرور ذہن میں رکھنی چاہئے کہ خدا کے کلام میں کوئی حقیقی تضاد نہیں پایا جاتا۔

ہمیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہئے کہ خدا کا کلام اکثر ایک ہی اُصول کو تین مختلف طریقوں سے بیان کرتا ہے تا کہ جو چیز زیادہ ضروری ہے اُسے زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھا جا سکے۔ مثلاً رومیوں ۳:۲۳ میں لکھا ہے **''سب نے گناہ کیا....''** اِسی طرح احبار کی کتاب سب کو یہ حکم دیتی ہے کہ وہ گناہ کی قربانیاں گذرانیں۔ دونوں حوالہ جات دراصل ایک ہی بات بیان کر رہے ہیں۔ جو بات مطالعہ بائبل سے مزید اور بالکل واضح ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے کلام اور اسکی ترتیب و تنظیم کی ہدایات خود دیں۔

ہ۔ تیرہواں اُصول: ادوار کی تقسیم پر غور کریں:

بٹوارے / تقسیم سے مُراد تاریخ کے ادوار ہیں جن میں خدا اپنے لوگوں کو مختلف ذمہ داریاں دیتا

ہے۔ یہ تاریخ کی وہ تقاسیم ہیں جنہیں ان ذمہ داریوں نے مختلف اقسام میں بانٹ دیا ہے۔ ہم عبرانیوں ۷: ۱۲ میں دیکھتے ہیں **"جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے"**۔ یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ خدا تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف ذمہ داریاں دیتا ہے۔

زوالِ آدم سے اب تک ادوار کی چار واضح تقاسیم معرض وجود میں آئی ہیں:

۱۔ آدم کے زوال سے لیکر مصر سے اخراج تک غیر قوموں کا دور:

پیدائش اور ایوب کی کتب اس دور کی بابت بیان کرتی ہیں۔ یہ دور ۳۹۰۰ قبل از مسیح سے ۱۴۴۵ قبل از مسیح پر محیط ہے۔

۲۔ خروج سے لیکر پنتکست کے دن تک اسرائیل کا دور:

اسرائیل کے دور کا ذکر پیدائش اور ایوب کی کتب کے علاوہ عہد نامہ عتیق کی تمام کتب میں موجود ہے۔ یہ دور چاروں اناجیل اور اعمال (1) کی کتاب تک پھیلا ہوا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں کچھ پیرے ایسے ہیں جو ہزار سالہ بادشاہی کے دور کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یسعیاہ ۶۱۔۶۶ اور حزقی ایل ۴۰۔۴۸ اسکی دو مثالیں ہیں۔

اس دور کا تعین ۱۴۴۵ ق۔م سے ۳۳ عیسوی تک کیا جاتا ہے۔ اس دور میں کلیسیا کے اٹھائے جانے کے وقت سے لیکر یسوع مسیح کی آمد ثانی تک کا وقت جسے "بڑی مصیبت" یا "دانی ایل کا سترواں ہفتہ" بھی کہا جاتا ہے شامل ہے (دانی ایل ۹: ۲۴۔۲۷)۔

۳۔ پنتکست کے دن سے لیکر کلیسیا کے اُٹھائے جانے تک کا دور:

(بڑی مصیبت کا دور جو کہ اسرائیل کے دور کے آخری سات برسوں کا دور ہے کلیسیا کے اُٹھائے جانے سے لیکر یسوع مسیح کی دوسری آمد تک کا وقت ہے) کلیسیا کا دور اعمال ۲۔۲۸ ابواب، خطوط اور مکاشفہ ۲۔۳ ابواب تک محیط ہے۔ بڑی مصیبت کا دور جو کہ اسرائیل کے دور کی تکمیل کرتا ہے مکاشفہ ۴۔۱۹ ابواب میں پایا جاتا ہے۔ اس دور کا آغاز ۳۳ عیسوی بعد از مسیح سے ہوا تھا اور اُسکی

تکمیل اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ کلیسیا اُٹھا نہیں لی جاتی۔

۴۔ دوسری آمد سے لے کر عظیم سفید تخت عدالت تک ہزار سالہ بادشاہی کا دور:

یہ دور مکاشفہ ۲۰ باب اور پرانے اور نئے عہد نامہ کے مختلف پیروں پر محیط ہے۔

ادوار کی تقسیم کو اس وقت بڑے واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے جب ہم خدا کی طرف سے انسان کو دی جانے والی مختلف کہانتوں پر غور کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، خروج کے فوراً بعد قبل اس کے کہ اسرائیل ایک قوم بنے بنی نوع انسان ''غیر اقوام کے دور'' میں تھے۔ اس دور کی تقسیم کی کہانت گھر کے بزرگ اپنے ہی گھر یا خاندان میں کرتے تھے اور اُسے ''خاندانی کہانت'' کا نام دیا جاتا ہے۔ نوح اس قسم کی کہانت پر عمل کرتا تھا (پیدائش ۸: ۲۰)، ابرہام (پیدائش ۲۲: ۲) اور ایوب (ایوب ۱: ۵) اس قسم کی کہانت پر چلتے تھے۔ جس شریعت پر اُنہیں عمل کرنا تھا وہ خدا نے ''اُن کے دلوں پر لکھ دی تھی'' (رومیوں ۲: ۱۵)۔

مصر سے یہودیوں کے خروج کے تھوڑا عرصہ بعد اسرائیل کا دور شروع ہوا اور خدا نے لاوی کے قبیلہ کو ایک نئی اور فرق کہانت کے لئے بلایا جو کہ ''لاویوں کی کہانت'' کے طور پر جانی گئی۔ اس کہانت کی بنیاد نسب نامہ پر تھی اور یہ ہارون اور اُس کے گھرانے کو دی گئی تھی جس کا تعلق لاویوں کے قبیلہ سے تھا۔ اس کہانت پر عمل درآمد پہلے خیمہِ اجتماع میں اور بعد میں ہیکل میں کیا جاتا تھا۔ اس دور کے کاہنوں کو جانوروں کی قربانیاں گذراننا، عبادت میں راہنمائی کرنا اور لوگوں تک خدا کا کلام پہنچانا تھا لیکن صرف اُنہی مخصوص طور طریقوں کے مطابق جو خدا نے موسیٰ کو دیے تھے۔ جو قوانین اُنہیں ماننے تھے وہ خروج، احبار، گنتی اور استثنا کی کتب میں درج تھے۔ ایک اضافی نوٹ کے طور پر یہ بات دلچسپ بھی ہے اور افسوسناک بھی کہ یسوع کی پیدائش تک یہ طور طریقے اس قدر مسخ ہو چکے تھے کہ روایتی عمل اس حقیقت کی نسبت جس کی کہ وہ عمل نمائندگی کرتا تھا زیادہ اہمیت اختیار کر گیا تھا (عبرانیوں ۱۰: ۸)۔

یسوع مسیح کی مصلوبیت اور جی اُٹھنے کے بعد، پنتکست کے دن خدا نے ایک نیا دور یا ایک نئے دور کی تقسیم کا آغاز کیا۔اسے ''کلیسیا کا دور'' یا ''کلیسیا کی تقسیم کا دور'' کہا جاتا ہے۔تقسیم کے اس نئے دور میں وہ تمام ایماندار جو یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں خدا کے کاہن بن جاتے ہیں (۱۔پطرس۲: ۵، ۹)۔ یہ نئے ''ایماندار کاہن'' جانوروں کی قربانیاں نہیں گذرانتے بلکہ ''**اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرتے ہیں جو زندہ، پاک اور خدا کو پسندیدہ ہیں اور یہی اُن کی معقول عبادت ہے**'' (رومیوں۱۲: ۱)۔اس تقسیم کے دوران کہانت کے اظہار کی شکل و صورت تبدیل ہوگئی۔تاہم مختلف کہانتوں کے روحانی افعال تبدیل نہیں ہوئے۔گذرانی گئی تمام قربانیاں حمد وتعریف اور پہنچائے گئے خدا کے کلام کی طرف لے گئیں۔ادوار نے خدا کے اُصولوں پر عمل درآمد کے لئے خدا کے تجویز کردہ مختلف طریقوں کی نمائندگی کی۔کلیسیا کا دور'' آزادی کی شریعت'' (یعقوب ۱: ۲۵، ۲: ۱۲) پر'' محبت کی روح سے'' (رومیوں۱۳: ۸ ۔۱۰، گلتیوں ۵: ۱۴، یعقوب۲: ۸) عمل کرنے کا درس دیتا ہے۔

ہزار سالہ بادشاہی کے دور میں ایک نئی کہانت بنی صدوق کی راہنمائی میں ہوگی جو کہ بنی لاوی میں سے ہوں گے (حزقی ایل۴۰: ۴۶، ۴۳: ۱۹، ۴۴: ۱۵، ۴۸: ۱۱)۔اس شریعت کی بنیاد'' اسرائیل کے ساتھ نئے عہد'' پر ہوگی (یرمیاہ۳۱: ۳۱ ۔۳۳، عبرانیوں ۸: ۸ ۔۱۰) اور اس شریعت کو خداوند یسوع مسیح خود قائم کرے گا کیونکہ ''**وہ لوہے کے عصا سے تمام قوموں پر بادشاہی کرے گا**'' (مکاشفہ۱۲: ۵)۔

ادوار کی تقسیم کی تفسیر، اس اعتبار سے شکل یا طریقوں کی تبدیلی کو تسلیم کرتی ہے لیکن اس کی بنیاد ان اُصولوں پر ہے جو اپنی فطرت میں جسمانی سے زیادہ روحانی ہیں۔مثال کے طور پر ہمارے موجودہ دور میں ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم جانوروں کی قربانی خدا کے حضور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی کامل اور حتمی قربانی کی یادگار کے طور پر گذرانیں (عبرانیوں۱۰: ۱۰)۔ جانوروں کی قربانیاں گذرانے کی بجائے، یادگار کے طور پر کلیسیا خداوند کی میز میں شریک ہوتی اور حمد کی قربانی

گذرانتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۳۔۳۴)۔ ہزار سالہ بادشاہی کے دور میں جانوروں کی قربانیاں ایک اور قسم کی یادگار کے طور پر دوبارہ قائم کی جائیں گی اور اس کا مقصد صلیب پر مکمل کئے گئے مسیح کے کام کی یادگاری ہوگا (حزقی ایل ۴۳: ۱۸۔۲۷)۔

تاریخ کی تقسیم کتاب مقدس کے تفسیری مطالعہ سے اخذ کی گئی ہیں اور یہ اندازہ سے کی گئی ہیں۔ ایک دور سے دوسرے دور کے وقت کے مکمل، جامع اور حقیقی تعین کے لئے بہت سے مختلف نقطہء نظر ہیں۔ یہ ادوار کی تقسیم کے اس اُصول کی نفی نہیں کرتا کہ خدا تاریخ کے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو مختلف ذمہ داریاں عطا کرتا ہے۔

ادواریت کی طرف آج بھی ایک جدید رجحان ہے جو مختلف ادوار کو وسیع پیمانہ پر رکھ کر دیکھتا ہے۔ ہمیں یہ بات ضرور نوٹ کرنی چاہئے کہ اس جدید رجحان کو کتاب مقدس کی ٹھوس حمایت حاصل نہیں۔ اس رجحان کو درست تفسیر کو مسخ کرنے اور شخصی رجحان یا جھکاؤ کو پروان چڑھانے کے لئے بڑی آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس اُصول میں انتہائی سختی یا پابندی قانون پرستی کی طرف لے جا سکتی ہے، حتیٰ کہ مسیحی زندگی میں خدمت کے موقعوں کو گنوانے کا سبب بھی بن سکتی ہے مثلاً پہاڑی وعظ میں کسی قابل قدر تعلیم کا نہ پانا، کیونکہ یسوع نے یہ باتیں اسرائیل کے دور میں اپنے شاگردوں سے کیں، ایسا کرنے والا شخص ان باتوں کو بھی مکمل طور پر چھوڑ دیتا ہے جو ہم تیمتھیس کے نام پولس کے پہلے خط میں پڑھتے ہیں یعنی ''ٹھوس تعلیم'' اور ''ٹھوس الفاظ'' جو ہمارے خداوند کی باتیں ہیں (۱۔تیمتھیس ۶: ۳)۔

جن باتوں کو ہمیں حقیقی معنوں میں تلاش کرنا اور تھامے رہنا ہیں یہ وہ اُصول ہیں جو ادوار کے مطالعہ سے وسعت پاتے ہیں۔ بائبل کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کہانت کی شکلیں اور طریقے تبدیل ہو گئے لیکن وہ اُصول جن کے مطابق ان پر عمل ہوتا تھا وہ جوں کے توں رہے۔ کسی بھی دور کے تمام کاہنوں کو احکامات دیے گئے کہ وہ خداوند کے حضور قربانیاں بھی گذرانیں اور خدا کے کلام کی تعلیم بھی دیں۔

و۔ چودھواں اصول: نبوت کے بارے محتاط رویہ اختیار کریں:

یہ اُصول اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ بائبل مستقبل کے واقعات کے بارے پیشن گوئی کرتی ہے۔ بائبل ہمیں یہ بھی بڑی وضاحت سے بتاتی ہے کہ سچی نبوتیں خدا کے روح کی تحریک سے انسانوں کے ذریعے ہوتی ہیں اور یہ کہ **"کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں"** (۲۔پطرس ۱:۱۹۔۲۱)۔ نبوت کی تفسیر کے سلسلہ میں بہت سی بے مثال کوششیں ہوئی ہیں اور یہ امر قابلِ افسوس بھی ہے کہ بہت سی تفسیریں مکمل طور پر دھوکہ دینے والی ہیں۔ یہ بات بڑی جانی پہچانی ہے کہ بدعتی گروہ اکثر نبوت کی خاص یا بے مثال تفسیر کو نومریدوں کو جیتنے کے لیے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ یسوع مسیح پر ایمان رکھنے کے باعث ہم سب کاہن ہیں، نئی اور بے مثال تفسیر بیان کرنے والوں سے ہوشیار رہیں، ایسے لوگوں سے خبردار رہیں جو آپ سے یہ تقاضا کرتے ہیں آپ اُن کی نئی اور بے مثال تفسیر کا یقین کریں تاکہ وہ آپ کو اپنے گروہ میں قبول کرسکیں۔

نبوت کا مفسر دراصل ایک ایسی بڑی تصویر کو اکٹھا کرتا ہے جسے ہزار ہا ٹکڑوں میں تقسیم کردیا گیا ہے (نبوت کی غالباً دس ہزار آیات ہیں)۔ جب تصویر مکمل ہوجائے تو ضرور ہے کہ اس میں ہمیں مسیح کا چہرہ دکھائی دے جو کہ تمام تاریخ، ماضی، حال اور مستقبل کا مرکزی نکتہ ہے۔ مدغم (اکٹھی کی جانے والی) تصویر کو تمام جانے پہچانے حقائق کی وضاحت کرنی چاہئے اور تمام شہادتی حصّوں کو زیرِغور لانا چاہئے۔ یہ ہمارے لئے کوئی استحقاق نہیں کہ ہم ان حقائق کی نفی کریں جو ہمارے خیال میں اس تصویر میں پورے نہیں آتے جسے ہم دیکھنے والے ہیں۔ نبوت کی تفسیر کا مطالعہ اپنے آپ میں ایک کورس ہوسکتا ہے کیونکہ کلام مقدس کا ایک چوتھائی حصّہ نبوتی کتب میں پایا جاتا ہے۔ تاہم اس سبق میں ہمارے مقاصد کے لئے اس سلسلہ میں تین سادہ سے راہنما اُصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

۱۔اس بات کا تعین کریں کہ آیا نبی خود اس نبوت کی تفسیر بیان کرتا ہے:

سب سے پہلے اس بات کا تعین کریں کہ آیا نبی اپنی تفسیر بیان کر رہا ہے جیسے کہ یسوع نے یوحنا ۲: ۱۹۔ ۲۱ میں ہیکل کے بارے کی۔حوالہ یوں بیان کرتا ہے:

''یسوع نے جواب میں اُن سے کہا اس مقدس کو ڈھا دو تو میں اسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا۔ یہودیوں نے کہا چھیالیس برس میں یہ مقدس بنا ہے اور تو اسے تین دن میں کھڑا کریگا؟ مگر اس نے اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہا تھا۔''

کچھ اس طرح کی نبوتوں کی تفسیر کرنا آسان ہے۔اس بات کا بھی احساس رہے کہ ہوسکتا ہے خدا کوئی بات کہے بغیر صدیاں گزار دے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایک ہی آیت میں صدیوں کا فاصلہ طے کر لے جیسا کہ ہم لوقا ۴: ۱۸۔ ۲۱ کے یسعیاہ ۶۱: ۱۔ ۲ کے ساتھ موازنہ میں دیکھتے ہیں، جسے یسوع نے اقتباس کیا اور ہمارے لئے اس کی تفسیر بھی کی۔

۲۔اس بات کا تعین کریں کہ آیا نبوت کی تکمیل تاریخی اعتبار سے ہو چکی ہے:

ہمیں اس بات کا تعین پہلے کر لینا چاہئے کہ ممکن ہے کتاب مقدس کے دوسرے پیرے دی ہوئی نبوت کی تکمیل کی بابت بتا رہے ہوں۔ یہ بات اس حقیقت کو جاننے میں مدد دیتی ہے کہ کون سی نبوتیں ابھی پوری ہونا باقی ہیں اور اُن کی تکمیل ہمارے مستقبل میں ہوگی۔

اس اُصول کی ایک مثال نوح کا طوفان ہے جو کہ نبوت کے ۱۲۰ سال بعد آیا (پیدائش ۶: ۳)۔کلامِ مقدس ہمیں بتاتا ہے کہ اُسکی تکمیل ہوئی تھی (پیدائش ۷۔ ۸)۔

کتاب مقدس اس سلسلہ میں بھی نبوت کرتی ہے کہ خداوند فوق الفطرت طریقہ سے اسرائیل قوم کو از سرِ نو اکٹھا کرے گا (زکریاہ ۹: ۱۴، متی ۲۴: ۳۱)۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ یہ نبوت ابھی تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچی۔اس بات کا تعین ہم نہ صرف کلامِ مقدس سے بلکہ تاریخ سے بھی کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں بیرونی ذرائع مثلاً دنیا کی تاریخی کتب پر بھی نگاہ رکھنی ہے تا کہ یہ جان سکیں کہ

کوئی نبوت کب پوری ہوئی تھی۔ یادرہے کہ دنیا کی تاریخی کتب خدا کی تحریک سے نہیں لکھی گئیں، اسلئے ممکن ہے بعض اوقات یہ کتب خدا کے کلام سے متفق نہ ہوں لیکن بائبل کے طالب علموں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کے کلام کو درست تسلیم کریں۔

۳۔نبوت کی زبان کوتسلیم کریں:

نبوت میں ہمیں خطابت یا خیال کے اظہار کی اشکال (مثلاً مکاشفہ ۵ باب میں ''یہوداہ کے قبیلے کا ببر'' یا ''خدا کا برہ'' کے استعارات خداوند کی نمائندگی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں)، علامات (مثلاً مکاشفہ ۱۳ باب کے ''حیوان'') اور اقسام (مثلاً خروج ۲۵۔۴۰ ابواب میں پایا جانے والا خیمہِ اجتماع) پرغور کرنا از حد ضروری ہے۔ اب تک یہ بات واضح ہوجانی چاہئے کہ پہلے ہمیں نبوتی زبان کی بائبلی تشریحات پرضرور غور کرنا چاہئیے۔ یہ بات یادرکھیں کہ قیاس آرائی کوتفسیر نہیں کہا جا سکتا۔ قیاس آرائی اُس وقت کی جاتی ہے جب کوئی شخص نبوتی زبان کے مفہوم کے بارے اندازہ لگاتا ہے۔ کسی بھی شخص کے لئے یہ بات آسان ہے کہ وہ کسی شخصی قیاس آرائی کو ''تعلیم'' میں تبدیل کردے۔ تاہم ہمیں یہ ضرور محسوس کرنا چاہئے کہ کسی نبوتی زبان کو اُس وقت تک نہیں سمجھا جاسکتا جب تک کہ اس کا مناسب وقت نہ ہو (دانی ایل ۱۲: ۴، ۸۔۱۰)۔

چوتھا قانون

چوتھا اُصول: خدا کے کلام کا بخوبی اطلاق کرتے ہوئے مسیحی طرز زندگی بسر کرنے کا طالب ہونا:

یہ اُصول یوحنا ۷: ۱۷ میں پائے گئے خداوند یسوع مسیح کے براہِ راست بیان سے ملتا ہے۔ اگر ہم واقعی خدا کے کلام کو جاننا چاہتے ہیں تو پھر ضرور ہے کہ ہم اُسکے کلام پر عمل کرنے کے لیے رضامند ہوں۔ یہ اُصول خدا کے کلام کے مطالعہ میں از حد دیانتداری کی ضرورت کا احاطہ کرتا ہے۔ ہمیں

اپنے تعصب اور پہلے سے قیاس کیے گئے خیالات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور دیانتداری سے خدا کے روح سے روشنی کا طالب ہونا چاہئے (۱۔کرنتھیوں۲:۱۴)۔اس اُصول کا اطلاق شخصی علم کی تفتیش کا باعث بنتا ہے۔مثال کے طور پر اپنے جذبات کی پاکیزگی کی تشخیص کرنا (۲۔کرنتھیوں۱۳:۵)۔

یہ ہمارے لیے آسان ہے کہ ہم ایک شخصی تعصب یا غیر مستندرائے قائم کریں اور پھر اُنکے بائبلی ثبوت کی تلاش میں لگ جائیں۔تاہم اس طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ہم کچھ بھی ثابت کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ہمیں اُس پیرے کو نہ سمجھنے میں دوسری سمت میں لے جا سکتا ہے یا ایسے پیروں کی طرف جو ہمیں غیر متوازیت تلاش کرنے کی لگن دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر جو کوئی شخص بت سبع کے متعلق داوٗد بادشاہ کے کاموں پر غور کر سکتا ہے جو کہ اُس کے بہت ہی وفادار سور ماؤں میں سے ایک کی بیوی تھی (۲۔سیموئیل ۱۱)۔کچھ لوگ ہوسکتا ہے اس پیراگراف کو یہ ثابت کرنے کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کریں کہ وہ شخص جو اختیار میں ہے اُسکے لیے قتل اور زناکاری کا مرتکب ہونا قابل تسلیم ہے۔اس شخص کو اگلا باب پڑھنے کی ضرورت ہے اور دس احکام کے ساتھ اس کا موازنہ کرے (خروج ۲۰:۱۔۱۷) اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ ہمارے خدا کے نزدیک قتل اور زناکاری ناقابل تسلیم ہیں۔داوٗد کو بطور بادشاہ قائم کیا گیا۔داوٗد کی توبہ کے لیے خدا کے فضل کا اظہار ہوا (زبور۵۱)۔

الف۔پندرواں اُصول: مناسب اطلاق کی بنیاد مناسب تشریح پر رکھی جاتی ہے:

خدا کے کلام کا مناسب اطلاق موزوں تشریح سے وجود میں آتا ہے۔کسی آیت کا اطلاق بہت سے طریقوں سے ہوسکتا ہے مگر اس کی تشریح ایک ہی ہوگی۔مثال کے طور پر ا۔تیمتھیس ۳:۱۔۷ کلیسیا میں ایک نگہبان کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔یہاں پر تشریح اُس شخص کی مطلوبہ خوبیوں/اوصاف سے متعلق ہے جو اُس عہدے کو سنبھالتا ہے۔اطلاق اس بات پر غور کرتا ہے کہ ایک نگہبان کو نُو مرید

نہیں ہونا چاہئے اور بیان کئے گئے اوصاف پختگی کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ کلیسیا میں تمام لوگوں کا بالخصوص راہنماؤں کا نصب العین ہونا چاہیئے۔

خدا کے کلام کے درست اطلاق کے معنی ہیں کہ ایک شخص نے اُصولوں اور قوانین کو استعمال کیا ہے جو کہ پُرخلوص اور توجہ طلب انداز سے تسلیم کئے گئے ہیں۔ایک ہے جس نے خدا کا علم اُس کے ساتھ رفاقت کے مقصد سے حاصل کیا اور اُس کی بنیاد ایمان اور فضل پر ہے۔اُس نے خداوند یسوع مسیح کو بھی خدا کے پاک روح کی قوت اور خدمت کے ذریعہ حاصل کیا۔

شفاف پیرا ایک شخص کے لئے راہنمائی بن جاتا اور شاگرد خدا کے کلام سے مطابقت کا مصمم ارادہ رکھتا ہے (جیسا کہ کلام مقدس میں اُس کے علم کی حداُ سے سمولے گی) کہ وہ ایسی زندگی بسر کرے جو راستبازی پر مبنی ہونہ کہ شریعت پر اور مسیح کے رویہ کو ہر بات میں شریک کرے۔

ب۔موزوں اطلاق کے لئے پانچ اقدام

پہلا قدم: فہم، یاداشت اور روحانی اُصولوں کے مناسب اطلاق کیلئے دُعا کریں (یعقوب ۱:۵)۔

دوسرا قدم: زیرغور پیرا گراف کو درست اور مکمل طور سے سمجھنے کے لئے جستجو کریں۔اس میں رابطے کا مطالعہ شامل ہے جس سے الفاظ کو جملوں میں اور جملے عبارات میں اور عبارات کتابوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں (۲۔تیمتھیس ۲:۱۵)۔

تیسرا قدم: ان روحانی اُصولوں کا تعین کرنا جو کہ ایک خاص پیرا گراف کی تشریح کے لئے درکار ہیں۔روحانی اُصول وقت اور ثقافت کا حصّہ ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر جنسی بداخلاقی (رشتۂ ازدواج سے باہر جسمانی تعلق) تمام ادوار اور ثقافتوں میں گناہ رہا ہے۔روحانی اُصول یہ ہے کہ جنسی بداخلاقی سے پرہیز کیا جائے (رومیوں ۱۳:۸۔۱۰)

چوتھا قدم: پُرخلوص انداز میں اپنی زندگی کی جانچ پڑتال کریں کہ آپ بائبل مقدس کے کسی روحانی اُصول کے ساتھ متصادم تو نہیں ہیں اور خطاؤں کی درستگی کے لئے اپنے آپکو خدا کے تابع کر

دیں۔اس میں مخلصانہ طور پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرنا ہے(ا۔یوحنا۱:۹)اپنے ایمان میں خدا کے ساتھ رفاقت کی تجدید کرنا ہے(کلسیوں۲:۶)۔طالب علم کو زبور۵۱ کا پورے طور سے مطالعہ کرنا چاہئے اور بت سبع سے زنا کے متعلق داؤد کی توبہ کے پہلوؤں کو تحریر کریں(۲۔کرنتھیوں۱۳:۵)۔

پانچواں قدم: ایمان اور فضل میں چلیں۔پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ **"پس جس طرح تم نے مسیح یسوع خداوند کو قبول کیا اُسی طرح اُس میں چلتے رہو** (کلسیوں۲:۶)۔ہم نے ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے اُسے قبول کیا ہے(افسیوں۲:۸۔۹)لہٰذا ہمارے ایسے نیک اعمال ہونے چاہئیں جو اُس فضل سے مطابقت رکھتے ہوں جو ہمیں حاصل ہے(افسیوں۲:۱۰)۔

موزوں تشریح کرنے میں چھ رکاوٹیں:

خدا کے کلام کی تشریح کرنے میں بہت سی رکاوٹیں ہوسکتی ہیں۔ہم اُن میں سے چھ کو بغور دیکھیں گے جو تشریح میں غلطی کا باعث بنتی ہیں۔یاد رکھیں کوئی بھی خطا سے مبرا نہیں ہے۔یہ پُر حکمت ہے مزید برآں ا۔کرنتھیوں۱۰:۱۲ میں پولس رسول کے انتباہ کو یاد رکھیں **"پس جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے"۔**

۱۔نفسانیت:

موزوں تشریح کرنے میں جو پہلی رکاوٹ ہے وہ نفسانیت ہے۔نفسانیت گناہ آلودہ طرز زندگی میں چلتے رہنا ہے اکثر اوقات اُسے "شہوت" کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے(ا۔کرنتھیوں۳:۳)۔اس کے معنی ہیں کہ ایک ایماندار نے جسمانی کاموں کے ذریعہ سے گناہ کا انتخاب کیا ہے بجائے اس کہ وہ پاک روح کی راہنمائی میں چلے اور اُس کے پھلوں پر غور کرے(گلتیوں۵:۱۹۔۲۳)۔یہ زندگی توبہ کی کمی(ا۔یوحنا۱:۹)اور گناہ کا اعتراف نہ کرنے کے ساتھ ہے(۲کرنتھیوں۱۲:۲۱)۔

اگر ایک شخص جو خدا کے کلام کا مطالعہ کرتا ہے وہ جسم کے کاموں میں ملوث ہو جیسے کہ حرامکاری،

ناپاکی، شہوت پرستی، بت پرستی، جادوگری، عداوتیں، جھگڑا، حسد، غصہ، تفرقے، جدائیاں، بدعتیں، بغض، نشہ بازی، ناچ رنگ اور اور انکی مانند (گلتیوں ۵: ۱۹۔۲۱)۔ تب اُس کی تشریح یقیناً غلط ہو گی۔ مثال کے طور پر ایک اُستاد جو جنسی حرامکاری میں ملوث ہو اُس کے اندر اس بات کا میلان ہو گا کہ اِس مضمون کے پیراگراف کو بگاڑ کر پیش کرے گا۔

تاہم سچائی پاک روح کے ذریعہ سے ظاہر کی گی ہے (یوحنا ۱۶: ۱۳) اور ''نفسانی'' آدمی نے ایسی راہ پر چلنے کا چناؤ کیا ہے جو روح القدس کی راہنمائی سے بعید ہے (اگرچہ یہ ایک مختصر دور کے لئے ہو) ''نفسانی'' آدمی سچائی کو غلط طریقہ سمجھے گا کیونکہ وہ کلام کو روحانی طور پر نہیں پرکھ رہا۔

نفسانی آدمی فطرتی آدمی جیسا ہی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۴) مگر تھوڑا سا مختلف ہوتا ہے۔ فطرتی آدمی ایک غیر ایماندار کی نمائندگی کرتا ہے جو **''خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں'' (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۴)**۔ فطرتی آدمی روح القدس تک رسائی نہیں رکھتا جبکہ جسمانی / نفسانی آدمی جو کہ ایماندار ہے پاک روح کی رفاقت میں نہیں رہتا اور نہ ہی خدا کے کلام کو درست طور سے سمجھنے کے قابل ہے۔

۲۔ خود بینی:

خود بینی یہ ہے کہ قدر شناسی یا شہرت کی تلاش کرنا، اُس شخص میں پائی جاتی ہے جو آدمیوں سے اپنی تعریف کی خواہش کرتا ہے۔ خود بینی بھی نامناسب تشریح کی طرف لے جا سکتی ہے۔ ہمیں امثال ۱۶: ۱۸ میں انتباہ کیا گیا ہے **''ہلاکت سے پہلے تکبر اور زوال سے پہلے خود بینی''**۔ ایک تشریح کرنے والے کے لئے یہ ایک اچھی نصیحت ہے۔

جب کہ یہ سچ ہے کہ ہمیں خدا کے کلام کا مطالعہ جانفشانی سے کرنا چاہئے اور یہ بھی سچ ہے کہ ہم ''خدا کے کلام کو دُرستگی سے کام میں لائیں'' (۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۵)۔ ضرور ہے کہ ہمارا مطالعہ خداوند اور

دوسروں کے لئے محبت کا موجب ہو (مرقس۱۲: ۲۹۔۳۱) نہ کہ ہماری اپنی بصیرت کی پہچان کی خواہش ہو۔ کچھ نیا سیکھنا ہماری روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے جو کہ ہماری ذاتی سمجھ میں وسعت لاتا ہے لیکن اگر ہم دوسروں کو متاثر کرنے کے لئے خدا کے کلام کی تحقیق کرتے ہیں تو ہم بے فائدہ تحقیق کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے جذبات خالص نہیں ہیں۔

ہمیں اپنے طریقۂ مطالعہ پر اس قدر فخر نہیں ہونا چاہئے کہ ہم خیال کریں یہ بالکل دُرست تشریح کا ضامن ہے۔ مبادا کلام مقدس کو سمجھنے میں پاک روح کے بنیادی کردار کو بھول جائیں۔

۳۔ جانب داری:

مناسب تشریح کرنے میں تیسری رکاوٹ جانبداری ہے۔ بے جا پاسداری تعصب ہے جس کی بنیاد انفرادی ترجیحات پر ہے اور یہ بنیادی طور پر متن کو منفی رویے سے بگاڑ دیتی ہے ’’میں نہیں چاہتا کہ کچھ اس طور سے ہو‘‘۔ اگر ایسا رویہ کافی حد تک مضبوط ہے تو یہ ہوسکتا ہے کہ خدا کے کلام کے حصّوں کو بگاڑ دے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سے لوگ اپنی کوشش سے خدا کے کلام کو ثابت کرنے کے لئے ذاتی تعصّبات کو استعمال کرتے ہیں جو کہ انتہائی خوفناک رویہ ہے جبکہ بائبل مقدس بھی بالکل اسکی مخالف ہے۔

’’اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔ اور اگر تم مسیح کے ہو تو ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مطابق وارث ہو‘‘ (گلتیوں۳: ۲۷۔۲۹)۔

اگر خدا طرفدار ہوتا تو غیر اقوام (غیر یہودی) میں سے کوئی نجات نہ پاتا۔

۴۔ مستقل مزاجی کی کمی:

جب ہم خدا کے کلام کی تشریح کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر بہت سی روحانی مشقوں میں مستقل مزاج نہیں تو ہم غلط تشریح کا شکار ہوسکتے ہیں۔

الف۔ باقاعدہ شخصی تشخیص اور اقرار کی مشق:

۲۔کرنتھیوں ۱۳: ۵ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ **"تم اپنے آپ کو آزماؤ کہ ایمان پر ہو یا نہیں۔اپنے آپ کو جانچو!"** ہم نہ صرف اپنے اعمال کو بلکہ اپنے جذبات کو بھی خداوند کے سامنے پیش کریں اُس کے معیار کے ساتھ موازنہ کرنے کے لئے ۔ جب ہم دیکھیں کہ ہم ناکام ہو گئے ہیں تو اپنی ناکامیوں کو اُس کے سامنے پیش کریں اور پاک صاف ہوں ۔ا۔یوحنا ۱: ۹ کہتا ہے کہ **"اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے"۔**

اس مشق میں ناکامی نفسانیت کا باعث بنی ہے جو خدا کے کلام کی تشریح میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔

ب۔ مستقل مزاجی سے دعا کی مشق:

متی ۷: ۷۔۸ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ **"مانگو تو تم کو دیا جائے گا۔ڈھونڈو تو پاؤ گے۔دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے واسطے کھولا جائے گا"**۔ہمیں خدا کے کلام کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لئے مستقل مزاجی سے دعا کرنی چاہیئے۔

اس مشق میں ناکامی خدا باپ سے قطع تعلق کا باعث بنتی ہے۔جس کے کلام کی تشریح کی آپ کوشش کر رہے ہیں۔

ج۔ مستقل مزاجی سے مطالعہ کرنے کی مشق:

ہمیں ۲۔تیمتھیس ۲: ۱۵ میں ایک اہم بات بتائی گئی ہے کہ ہمیں خدا کے کلام کے اُس حصّے کو جس کی تشریح کرنا ہے ٹھیک طور سے جانفشانی سے عمل میں لانا چاہیئے ۔**"اپنے آپ کو خدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جس کو شرمندہ نہ ہونا پڑے اور جو حق کے کلام کو دُرستی سے کام میں لاتا ہو"۔**

بائبل مقدس کے مطالعہ میں مستقل مزاجی کی کمی متن میں مخصوص آیت کو دیکھنے میں ناکامی کا باعث ہوگی۔

۵۔غلط طریقۂ تعلیم:

ہمارا طریقۂ تشریح بھی درستگی میں رکاوٹ کا باعث ہوسکتا ہے۔متن کے حوالہ سے ہمارے بنیادی عقائد یقیناً ہمارے سمجھنے کے طریقہ کار کو متاثر کریں گے۔مثال کے طور پر اگر ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ تمام بائبل خدا کے الہام سے ہے (۲۔تیمتھیس۳:۱۶۔۱۷)، پھر ہوسکتا ہے کہ ہم معجزات کے واقعات کو سائنسی دلیل کے ساتھ عقلی رنگ دینے کی کوشش کریں۔اگر یقین رکھتے ہیں ساری بائبل لغوی طور پر سچائی کا کلام ہے تو پھر ہم معجزات کو تاریخ میں الٰہی مداخلت کے طور پر تشریح کریں۔

کچھ لوگ اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں صرف چند مسیحی لوگ ہیں جنھیں خدا کے کلام کی تشریح کرنے کی نعمت دی گئی ہے۔جبکہ بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ ہم سب کاہن ہیں (۱پطرس۲:۵،۹)۔ بطور کاہن ہمیں خدا کے تخت تک رسائی حاصل ہے (عبرانیوں۴:۱۶) یہاں ہمیں براہِ راست خدائے پاک روح کے ذریعہ سکھایا جاتا ہے (۱۔کرنتھیوں۲:۱۵)۔

کچھ ایسے ہیں جو عبارات کی تشریح مجازی یا دیومالائی طریقہ سے کرنے سے بائبل کو بگاڑتے ہیں جنھیں لغوی معنوں میں لینا چاہئیے۔مجازی معنوں میں تشریح کرنے والے متن میں مختلف معانی شامل کرتے ہیں۔اگر ہم اس بات کا دعویٰ کریں کہ نوح کا عالمگیر طوفان ظاہری طور پر عظیم حادثہ نہ تھا بلکہ دُکھوں کی تصویر ہے جو انسانیت کو ضرور برداشت کرنی پڑی، تب ہم مجازی تشریح کرتے ہوئے خطا کار ٹھہریں گے۔

دیومالائی سچائی کو چھوٹا کر کے بیان کرنے اور مبالغہ آرائی کو بڑا کر کے بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔اگر ہم نوح کے طوفان کو محض چھوٹے طوفان کے طور پر دیکھیں کہ مقامی باشندوں نے

اس چھوٹے سے طوفان کو بڑھا چڑھا کر عالمگیر تباہی بیان کیا، ہم دیو مالائی تشریح کریں گے۔کوئی یہ کہ سکتا ہے کہ دیو مالائی میں ایک چھوٹی سی سچائی بہت سے جھوٹوں سے گھری ہوئی ہے۔

کچھ لوگ تو یہاں تک کہ خداوند یسوع مسیح ،صلیب اور جی اُٹھنے کی تشریح کے مجازی اور دیو مالائی طریقہ کا اطلاق کرنے چل نکلتے ہیں۔اگر اس طرح کی تشریحات درست تھیں،تب خداوند یسوع مسیح حقیقت میں ہمارے گناہوں کے واسطے نہیں موا، نہ دفن ہوا نہ ہی ہماری نجات کے لئے جی اُٹھا۔پولس رسول کے مطابق اگر یہ واقعات ظاہری طور پر واقع نہ ہوتے تو ہم شدید مشکلات میں ہوتے (۱۔کرنتھیوں ۱۵)۔

خالصتاً ظاہری طریقہ بھی جو کہ تشبہات کو زیر غور نہیں لاتا تشریح میں رکاوٹ کا باعث بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سلیمان کی کتاب جس کا نام ''غزل الغزلات'' ہے، غیر معمولی طور پر ظاہری کام ہے، جس کی ظاہری طور پر کی گئی تشریح کوئی معنی نہ دیگی۔اس طور سے درست طریقہ میں ظاہری تشریح شامل ہے جو کہ تشبہات اور مخصوص زبان کو تسلیم کرنا ہے۔ہم اس مضمون پر بعد میں مزید بحث کریں گے۔

۶۔ناقص دلیل:

انسانی عقل پورے طور پر کبھی بھی لامحدود خدا کو سمجھ نہیں سکتی۔اگر ہم انسانی استعداد سے مکمل طور پر خدا کو سمجھ سکتے ہیں تو ہم یقیناً گھمنڈی بن جائیں گے۔امثال ۳: ۵۔۷ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ'' **سارے دل سے خداوند پر توکل کر اور اپنے فہم پر تکیہ نہ کر۔اپنی سب راہوں میں اُس کو پہچان اور وہ تیری راہنمائی کرے گا۔تو اپنی ہی نگاہ میں دانشمند نہ بن۔خداوند سے ڈر اور بدی سے کنارہ کر''**۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ ہم ایمان سے چلیں نہ کہ اپنی سمجھ سے۔

ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ ایک دن ہم مکمل طور پر سمجھیں گے۔پولس ۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۲ میں لکھتا ہے کہ'' **اب ہم کو آئینہ میں دُھندلا سا دکھائی دیتا ہے مگر اُس وقت رُوبرو دیکھیں گے۔اس**

وقت میرا علم ناقص ہے مگر اُس وقت اُسے پورے طور پر پہچانوں گا جیسے میں پہچانا گیا ہوں''۔ بائبل مقدس کے متعلق تمام لاجواب سوالات جو ہمارے پاس ہیں ایک دن جب ہم خداوند کو رُوبرو دیکھیں گے تو ہمارے پاس جواب ہوں گے (۲۔کرنتھیوں۳:۱۸)۔

پہلی صدی کے یہودیوں کے ساتھ چند مسائل تھے جب وہ دلیل دینے کیلئے اپنی خوبیوں پر انحصار کرتے تھے جس سے وہ خداوند یسوع مسیح کو مسیحا کے طور پر پہچاننے میں ایک حادثاتی غلطی کا شکار ہو گئے۔متی۲۲:۴۱۔۴۶ میں بیان کی گئی خداوند یسوع مسیح اور فریسیوں کے درمیان گفتگو پر غور کریں:

''اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے اُن سے یہ پوچھا۔کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے اُس سے کہا داؤد کا۔اُس نے اُن سے کہا پس داؤد رُوح کی ہدایت سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے کہ۔خداوند نے میرے خداوند سے کہا۔میری دہنی طرف بیٹھ۔جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں۔پس جب داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا۔اور کوئی اُس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا اور نہ اُس دن سے پھر کسی نے اُس سے سوال کرنے کی جرات کی''۔

خداوند یسوع مسیح نے فریسیوں سے پوچھتے ہوئے کہ کیسے ایک ہی وقت مسیحا داؤد کا بیٹا اور خداوند ہوسکتا ہے زبور۱۱۰:۱ کا حوالہ دیا۔جواب یہ ہے کہ مسیحا خدا بھی ہے اور انسان بھی؛ انسانی عقل سے اس طرح کی دلیل متصادم ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔کیا ایسا نہیں ہے؟

ج۔اطلاق کو ناکام کرنے کے آٹھ طریقے:

ان آٹھ طریقوں کو انتہائی سادہ طور سے بیان کیا گیا ہے لیکن کلام خدا کے طالب علم کو غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک کے ساتھ ناکامی کے درجے ہیں۔یہ اچھا ہے کہ دوبارہ ہماری راہنمائی کے لئے درست آیت کا حوالہ دیا جائے۔آئیں ہم امثال۳:۵۔۶ پر غور کریں جو بیان کرتی ہے:''

سارے دل سے خداوند پر توکل کر اور اپنے فہم پر تکیہ نہ کر۔اپنی سب راہوں میں اُس کو پہچان اور وہ

تیری راہنمائی کرے گا''۔

۱۔ اپنی قوت اور اطلاق کے بجالانے میں خداوند پر انحصار کرنے میں ناکامی۔

شاید کچھ وقتوں میں ہمارا علم درست ہو مگر ایسے امتحانات سے ڈرتے ہیں جن میں سے کامیاب ہونا مشکل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کا گناہ نمایاں ہو جاتا ہے اور انہیں کسی کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی اُن کا ''بوجھ اٹھالے (گلتیوں 6:1-2)، لیکن ہم اُس ضرورت مند شخص کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۲۔ رویوں یا اعمال کی تبدیلی سے مزاحمت جو خدا کی سچائی سے متصادم ہوں۔

کلامِ مقدس میں اِس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ ایک واقعہ یسوع مسیح کی پہلی آمد کے وقت کا ہے جب کاہنوں اور فریسیوں نے ایک جنم کے اندھے شخص کو شفا پاتے دیکھا انہوں نے پھر بھی اُس پر ایمان لانا نہ چاہا جس نے وہ معجزہ دکھایا تھا (یوحنا 9:30-34)۔

۳۔ اُصولوں کی نافرمانی جو درست سمجھے جاتے ہوں۔

باغِ عدن میں آدم سے کہا گیا تھا کہ وہ ایک ممنوعہ درخت کا پھل نہ کھائے، ورنہ مر جائے گا۔ یہ جانتے بوجھتے نافرمانی کرنے کی ایک مثال ہے۔

۴۔ دنیاوی معیار کے مطابق ہونے کے دباؤ سے مغلوب ہونا۔

مسیحی کی زندگی میں ایک مسلسل جنگ چلتی رہتی ہے کہ وہ ''دنیا سے محبت'' نہ رکھے کیونکہ یہ فانی ہے (1 یوحنا 2:5-17)۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب انسان کی آزمائشیں یعنی شہرت، قسمت، عیش و عشرت کی قوت کسی شخص کی زندگی میں حقیقت بن جاتی ہے۔ بعض لوگ اپنی ساکھ یا پیسوں خواہش کی وجہ سے، اور بعض لوگ اختیار اور شہوت کی وجہ سے بھٹک جاتے ہیں۔

۵۔ اپنی زندگی میں خدا کے کلام کے اطلاق میں عدم دلچسپی۔

یہ مثال اُن پر صادق آتی ہے جو ''اپنی نگاہ میں راست'' کام کر رہے ہوتے ہیں (قضاۃ

25:21;6:17)۔خدا کے فضل کے شکر گزار نہ ہونا اِس کی خاص پہچان ہے،یعنی خدا کو وہ تعظیم نہ دینا جس کا وہ کسی کی زندگی سے حقدار ہوتا ہے۔

۶۔گناہ کو ضابطہ پرست یا عدم وجود کے انداز میں دیکھنا۔

بعض لوگ خدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں اور اپنے اضافہ کردہ نظریات کو روحانیت کا معیار بنا لیتے ہیں۔یہ بات فریسیوں میں دیکھی گئی ،حتیٰ کہ اُن کے ہاتھ دھونے کا طریقہ بھی مروّجہ اور روایتی حدوں سے تجاوز کرتا تھا(مرقس 7:1-4)۔خدا نے کوئی مخصوص طریقہ بیان نہیں کیا ہوا تھا۔ایک اور صورت حال یہ ہے کہ لوگ کسی ایسی بات کو بھی گناہ نہ سمجھتے ہوں جس کی بابت خدا نے واضح طور پر آگاہ کر دیا ہو۔مثال کے طور پر،بعض لوگوں کے نظریہ کے مطابق ہم جنس پرستی گناہ نہیں ہے(رومیوں 1:26-32)۔

۷۔دانشمندانہ چناؤ کے متبادل جذباتی احساسات کا ہونا۔

شہوت ایسی عادت ہے کہ اگر حکمت نہ ہو تو کسی بھی شخص کو حرامکاری کی طرف لے جاتی ہے (امثال 5:1-6)۔

۸۔تعصب بے جا طرفداری یا کاہلی کے باعث سوچ کا بگاڑ۔

مسیح میں ہم سب برابر ہیں (گلتیوں 3:26-29)،پس اپنی سوچوں ،خیالوں اور اعمال میں دوسروں کے ساتھ محبت رکھنے میں ناکام رہنا،''سب سے بڑے حکم'' کی تعمیل کرنے میں ناکام ہونے کے مترادف ہے۔(مرقس 12:29-31)